احیائے تصوّف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اِسلام آباد

شمارہ نمبر ۳۹

مئی ۱۹۹۸



مرقد مطہر حضرت زینب (س) دمشق، شام

اقبال اور اسلامی تصوف

ذاکر حسین ذاکر ایم۔اے۔بی۔ای

ذکر

قرآن مجید میں ذکر کا حکم یوں آتا ہے۔

آیت۔ واذکر ربک کثیراً و سبح بالعشی والابکار (آل عمران ۱۳)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کا بہت ذکر کرو اور صبح و شام تسبیح پڑھا کرو۔

آیت۔ فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون (البقرہ ۱۵۲)

ترجمہ۔ پس میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور کفران نعمت نہ کرو۔

آیت۔ یا ایھا الذین امنوا ذکرو اللہ ذکرا کثیراً و سبحوہ بکرۃ و اصیلا (احزاب ۳۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم ذکر کرو اللہ کا بہت ذکر اور اس کی تسبیح پڑھو صبح شام۔

آیت۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (رعد ۲۸)

ترجمہ۔ معلوم رہے اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

توکل

آیت۔ وتوکل علی الحی الذی لا یموت (۲۵۔۶)

ترجمہ۔ اور بھروسہ کر اس زندہ (ذات) پر جس کو موت نہیں۔

آیت۔ و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون (آل عمران ۱۸۸)

ترجمہ۔ اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

آداب و تعلیمات اور مقامات و احوال تصوف کے علاوہ عقائد تصوف پر بھی قرآن مجید میں نص صریح موجود ہے۔

مثلاً صوفیا کا یہ عقیدہ کہ اعمال شرعیہ کے دو پہلو ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر کا تعلق اعمال کی بجاآوری سے ہے اور باطن کا تعلق اس کی نیت، خشوع و خضوع یا خلوص سے ہے۔ قرآن کریم نے اعمال کی بجاآوری کے دوران بندے کے دل کی کیفیات کو تقویٰ سے تعبیر کیا ہے یعنی جس قدر تقویٰ ہوگا اس قدر عمل مکمل اور اللہ کے ہاں پسندیدہ ہوگا۔ مثلاً احکام حج میں قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

آیت۔ لن ینال اللہ لحومھا و لکن ینالہ التقوی منکم (الحج ۳۷)

ترجمہ۔ اللہ کو اس (قربانی) کے گوشت یا خون سے سروکار نہیں بلکہ اسے تو تمہارے تقویٰ سے سروکار ہے۔

سفر حج کے متعلق آیات میں ارشاد فرمایا۔

آیت۔ وتزوب و فان خیر زاد بالتقوی ج والتقون یا اولی الباب (البقر ۱۹۷)

ترجمہ۔ اور سامان رسد یا زادراہ لو۔ بے شک بہترین زادراہ تقویٰ ہے اور اللہ سے ڈرو اے عقل والو۔

اعمال کے باطنی پہلو کی اس حقیقت کو یوں بھی بیان فرمایا ہے۔

آیت۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ط و لکن البر من امن باللہ و الیوم الآخر و الملئکۃ و الکتاب و النبین ط (البقر ۱۷۷)

ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ کو مشرق یا مغرب کی طرف کرو بلکہ نیکی اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لے آئے۔ یعنی اعمال کی بجاآوری سے زیادہ ایمان یا عقیدے کی اہمیت ہے۔ ایمان یا عقیدہ درست ہو تو اعمال درست ہوتے ہیں۔ اگر عقیدہ یا ایمان ہی ناقص ہو تو ظاہری اعمال کی درستی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ عقیدہ اور ایمان کا تعلق دل سے ہے جو خلوص نیت کا اظہار ہے۔

صوفیا کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تعلیمات تصوف کو لفظ حکمت سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مخصوص اصحابؓ کو دی کیونکہ یہ علم خواص کے لئے مخصوص ہے۔ گزشتہ ایک آیت میں ارشاد ہوا تھا کہ حضور

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم مدیر ابو العرفان علامہ محمد بشیر

شمارہ نمبر ۳۹ قیمت بارہ روپے مئی ۱۹۹۸ء

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99۔6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A۔358 سیکٹر G.6/1.1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ

فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کینگری فور سیکٹر I - 8 / 1 اسلام آباد پاکستان

فلسفہ شہادت اور ہم

ڈاکٹر غازی محمد نعیم ایم بی بی ایس - ایم اے

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

لفظ شہادت کا انگریزی متبادل MARTYRDOM ایک عمومی اصطلاح ہے اور ان سب انسانوں کی موت کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی اعلیٰ مقصد حیات خصوصاً آزادی اور حریت انسانی کی خاطر جبر و استبداد کی قوتوں سے لڑتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیں۔ دنیا رزم گاہ حق و باطل ہے اور اس رزم گاہ میں حق کے بے شمار پروانے اپنی جان اس لئے نثار کر چکے ہیں تاکہ حق کا بول بالا ہو۔ انسان کی عزیز ترین متاع حیات و جان ہی ہوتی ہے اور جب کسی سے قربانی کا تقاضا کیا جاتا ہے تو عظیم ترین قربانی متاع جان کی قربانی ہی متصور ہوتی ہے۔ لیکن دین اسلام میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا، پالنے والا اور مارنے والا ہے، اپنے راستے میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کا مقام اتنا بڑھا دیا ہے کہ بظاہر زیاں کا سودا نظر آنے والے اس کاروبار میں ایسا عظیم فائدہ مضمر رکھا ہے کہ اگر اہل ایمان کے پاس سو جانیں ہوں تو ان سب کو بھی اللہ کے راستے میں قربان کرنے میں کسی حق جو اور حق شناس کو ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے اور یہ عظیم فائدہ موت پر فتح اور حیات جاودانی کا عطیہ ہے کہ بظاہر راہ حق میں جان دینے والے نہ صرف اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں بلکہ اس کی بارگاہ سے اپنا رزق بھی پاتے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اہل ظاہر کی آنکھ اس حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے واضح اور کھلے لفظوں میں اعلان فرما دیا کہ خبردار اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ تو حیات جاودانی کی خلعت پا چکے ہیں۔

محرم الحرام کا مہینہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے بہتر جان نثار ساتھیوں کے منصب شہادت عظمیٰ پر فائز ہونے کا مہینہ ہے۔ شہادت حسینؑ اپنی عظمت کے انوکھا پن کی وجہ سے تاریخ انسانی میں عدیم المثال رہی ہے اور دنیائے انسانیت نے جس قدر اس شہادت کی یاد کو تازہ رکھنے میں سعی کی ہے اس کی بھی مثال ملنا مشکل ہے۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس شہادت میں کیا خاص بات تھی کہ جس کے باعث دنیائے اسلام اور دنیائے انسانیت حسین ابن علیؑ کو تا قیام قیامت اپنا عظیم ترین ہیرو ماننے پر مجبور ہے۔ اسی سبب کو سمجھنا ہمیں فلسفہ شہادت حسین علیہ السلام کے شعور سے قریب کر دیتا ہے۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ شہادت اپنے عمومی معنوں میں بھی ایک اعلیٰ اور بلند نصب العین کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا نام ہے۔ اگر حسین ابن علی علیہ السلام نے محض حکومت اور اقتدار کے حصول کی خاطر اپنی جان قربان کی ہوتی تو کربلا کے شہیدوں کا نام حافظہ انسانی سے کب کا محو ہو چکا ہوتا۔ یاد رہے کہ تاریخ ایک بے رحم قوت ہے جو اچھے کو اچھے کے طور پر زندہ رکھتی ہے برے کو برے کی حیثیت سے اور بے وقعت اور کم حیثیت کو طاق نسیان کی زینت بنا دیتی ہے۔ اگر تاریخ انسانی نے حسین علیہ السلام کی شہادت کو ایک عظیم انسانی واقعے کے طور پر زندہ رکھا ہے تو یہ اس واقعے کی عظمت کا اثر ہے نہ کہ مؤرخین کی ہمدردی کا نتیجہ۔

شہادت کی عظمت جن چیزوں سے متعین ہوتی ہے وہ شہید ہونے والے انسان کی شخصیت، مقصد شہادت کی عظمت، اور شعور شہادت ہے۔ آخری بات ذرا وضاحت طلب ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ شہید ہونے والے کو اپنی شہادت کے متعلق کتنی آگاہی حاصل تھی۔ اگر شہید ہونے والے کو لاعلمی میں موت سے ہمکنار ہونا پڑے تو اس کی شہادت کی چنداں وقعت نہیں۔

اگر شہید ہونے والے کو اپنے بچ نکلنے یا فاتح اور غازی ہونے کی امید ہو تو شہادت کی عظمت ایک درجہ فروتر ہو جاتی ہے اور اگر شہید ہونے والے کو اپنی شہادت کا کامل یقین ہو اور پھر بھی وہ اس ظاہری موت کو اختیاری طور پر گلے لگا لے تو یہ شہادت کا عظیم ترین رتبہ ہے۔

حسین ابن علی علیہ السلام کی شہادت کے باب میں بھی اس نکتے کو سمجھ لینا ازحد اہم ہے کہ یہ شہادت اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھی۔ حسین ابن علی علیہ السلام نے خود اس راستے کا انتخاب کیا جو شہادت عظمیٰ کا راستہ تھا جو دین اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کا راستہ تھا، جو جذبہ حریت کا راستہ تھا، جو حق گوئی اور بے باکی کا راستہ تھا، جو حفظ عزت نفس کا راستہ تھا، جو ظلم و جبر کے خلاف بغاوت کا راستہ تھا اور جو عالم انسانیت کی سرخروئی کا راستہ تھا۔ اگر حسین اس راستے پر چلنے کے لئے مجبور کیے گئے ہوتے تو شاید اس عظیم مقام کے مستحق نہ ہوتے اور اس عظیم قربانی کی روایت کے امین نہ ہوتے جس کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح عظیم کی بشارت دی گئی تھی اور جیسا کہ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔

الله الله بائے بسم الله پدر

معنی ذبح عظیم آمد پسر

اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کو مظلوم و مجبور قرار دے کر ان کی شہادت پر بین کرنا بھی امام عالی وقار کے فلسفہ شہادت عظمیٰ کے منافی ہے۔ ماتم حسین علیہ السلام صرف محبت کے پیرائے میں قابل ستائش ہے یعنی جب آپ کسی انسان سے محبت کرتے ہیں اور جب اس محبوب ہستی پر مصیبت آجاتی ہے تو بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ اس محبوب ہستی کے غم میں شریک ہوتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ کاش یہ مصیبت میرے محبوب کی بجائے مجھ پر نازل ہو جاتی۔ یہی سبب ہے کہ حضرت اویس قرنیؓ کو معلوم ہوا کہ غزوہ احد میں رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید ہوئے تو فرط محبت میں اپنے بتیس دانت توڑ ڈالے۔ یہ محبت کی وہ روایت ہے جہاں عقل محو تماشا اور سر بگریبان ہے اور اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قطعاً قاصر نظر آتی ہے۔

پس معلوم ہونا چاہیے کہ روز عاشورا حسین اور اصحاب حسین کے جاں سے گزرنے کا دن نہیں بلکہ ان کے زندہ جاوید ہو جانے کا دن ہے۔ یہ دن مٹھی بھر جانبازوں کی شکست کا نہیں فتح مبین کا دن ہے۔ یہ دن حزن و یاس کا دن نہیں بلکہ عزم و ہمت کی سربلندی کا دن ہے۔ یہ دن تجدید عہد کا دن ہے اس عہد کی تجدید کا جو حسین ابن علی علیہ السلام نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بقا اور سربلندی کے لئے آج سے چودہ سو سال قبل کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے جان نثار رفقاء نے دین اسلام کی بقا کے لئے جہد و کاوش کی جو اعلیٰ ترین مثالیں میدان کربلا میں پیش کیں ان میں سے ایک نمایاں مثال اقامت صلوٰۃ کی ہے۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنا سر حالت سجدہ میں کٹایا اور نماز عشق کی یہی معراج ہے۔ آج اگر امام عالی مقام کے نام لیوا ان کی عزاداری کا اہتمام تو ذوق و شوق سے کریں مگر نماز باجماعت کی ادائیگی سے غافل رہیں تو روح حسین علیہ السلام کو محبت کے ایسے کھوکھلے دعوؤں کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ محبت کا راز محبوب کے اسوہ حیات کو اپنانے میں مضمر ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حسینیت اقامت صلوٰۃ اور اقامت دین کا دوسرا نام ہے۔

الحمد اللہ اہل تصوف خصوصاً اہل صوفیہ نوربخشیہ اپنی اس خوش قسمتی پر بجا طور سے ناز کر سکتے ہیں کہ حسین ابن علی علیہ السلام جیسا امام اولیاء، امام اصفیاء اور سید الشہداء ان کے پیشوائے دین ہیں۔ اس عظیم پیشوا نے اہل تصوف کو جہاد اکبر اور اقامت صلوٰۃ کے عظیم تحفے عنایت کئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم آج بھی ان گراں قدر تحائف کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ صوفیہ نوربخشیہ ان عظیم بزرگان دین کی مقدس یاد کو بھی ادائے نماز کی شکل میں منانے کے پابند ہیں۔ یہی وجہ ہے روز عاشورہ اور اس عظمت کے حامل باقی تمام ایام و لیالی جیسے لیلۃ القدر لیلۃ البرات اور دیگر مشہور اسلامی دنوں میں اہل تصوف باوقار طریقے سے خالق حقیقی کے حضور سربسجود ہو کر ان دنوں کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔ یہی محبت کا سچا عملی دعویٰ ہے اور اہل انصاف کے نزدیک قابل تعریف ہے کیونکہ رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنین کے رسول ہیں جو ساری ساری رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ آپؐ کے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ

بقیہ صفحہ ۲۹ پر

فقہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

و من الشرائط الصلواۃ مسجد طاھر غیر مغضوب..........فصل بالایمآء

ترجمہ

نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط نہ لوٹی گئی پاک جائے نماز ہے۔ اگر نہ لوٹی گئی جائے نماز آپ نہ پا سکتے ہوں اور وقت بھی تنگ ہو تو اس پر نماز پڑھنا جائز ٹھہرتا ہے اگرچہ یہ صورت مکروہ ہے۔ غسل خانے کے فرش پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے اگر

آپ غسل خانے میں فرش کے علاوہ لکڑی کے کسی تختے یا پتھر پر نماز پڑھیں تو مکروہ نہیں۔ کوڑی دان کے پاس کسی جگہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے اگرچہ وہ جگہ پاک ہی کیوں نہ ہوں۔ شور زمین پر نماز پڑھنا بھی، اونٹوں کے بٹھانے کی جگہوں پر بھی، بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں بھی، گایوں، گھوڑوں، خچروں، گدھوں کی رہائش گاہوں اور چیونٹیوں کے بلوں میں بھی اور سیلاب کے اندیشے کے تحت وادیوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر وادیوں میں سیلاب کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ پیشانی سجدے میں نہ جمنے کی صورت میں برف پر بھی اور کسی آڑ کے نہ ہونے کی صورت میں قبروں کے درمیان بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر پیغمبروں اور ولیوں کی بابرکت درگاہوں میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔ پارسیوں کے آتش کدوں میں، بت خانوں میں بھی، سڑکوں کے درمیان موجود حجروں میں بھی، بھڑکتی ہوئی آگ کے مقابل، کھلے دروازے کی طرف منہ کر کے اور اپنے آمنے سامنے والے آدمی کا رخ کر کے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہیں۔ اگر آپ قیام اور سجدے کی گنجائش والی کوئی پاک جگہ پا سکتے ہوں تو سجدہ گاہ کا جواز صرف پاک ہونا ہی معتبر ہے۔ باقی جگہ اگر اتنی خشک ہو کہ اس کی تری آپ کے بدن اور کپڑے میں سرایت نہ کر جاتی ہو تو وہ اگرچہ پاک نہ بھی ہو ضرورت کی بنا پر اس پر نماز پڑھنا روا ٹھہرے گا۔ اگر اس قدر بھی آپ پاک جگہ نہ پا سکتے ہوں تو اشارے سے نماز پڑھیں۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں نماز کی ایک شرط کے بیان کے ساتھ ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہونے کی چند صورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

نماز کی صحت کے لئے ایک بیرونی جائے نماز ہے۔ خواہ وہ عمارت مسجد کی شکل میں خواہ عارضی جائے نماز ہو جو کپڑے، لکڑی اور پتھر وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور نماز گزار شخص اس پر نماز ادا کرتا ہے۔ یہ بیرونی شرط نماز کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اسی سے نماز کی ادائگی سے حقیقی معنوں میں سبک ہونا منحصر ہے

خوب آگاہ رہے کہ شریعت محمدیہ کی رو سے ہر پاک چیز پر سجدہ ریز ہونا جائز ہے خواہ وہ پاک چیز معدنیات میں سے ہو، خواہ کپڑوں کے قبیل سے ہو، کپڑوں کی نوعیت عام ہے۔ اونی ہو یا غیر اونی مثلاً بوری، چٹائی، ٹاٹ، پلاسٹک کی چادریں، ان سب پر سجدہ ریز ہونا نماز گزار کے لئے شرعاً روا ہے۔

چند مکروہ صورتیں

۱۔ اگر کسی سے نہ چھینی گئی جائے نماز دستیاب نہ ہو سکے اور نماز کا وقت بھی تنگ ہو تو اس غصبی جائے نماز کا استعمال مکروہ ہو جائے گا۔

۲۔ غسل خانے کے اندر غسل خانے کے فرش پر نماز پڑھنا مکروہ ٹھہرے گا۔ اگر غسل خانے کے اندر نماز پڑھنے کی ضرورت پڑے اور نماز گزار وہاں پر لکڑی کے کسی تختے پر نماز پڑھے یا کوئی پتھر پر نماز پڑھے تو ایسی صورت میں مکروہ بھی نہیں ہے۔

۳۔ کوڑی دان کے پاس کسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ وہ جگہ پاک ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کوڑی دان کے قریب ہونے کی وجہ سے ناپاک چیزوں کی آمیزش کا امکان رہتا ہے۔ اسی وجہ سے کوڑی دان کے پاس نماز پڑھنا مکروہ ٹھہرا۔

۴۔ تھور اور سیم زدہ زمین پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ٹھہرایا گیا ہے جبکہ درست زمین پائی جاتی ہو۔

۵۔ اونٹوں کے بٹھانے اور باندھ کے رکھنے کی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اندیشہ بے اطمینانی ہے۔

۶۔ بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ سکون کا فقدان ہے۔

۷۔ گائے کی رہائش گاہ میں نماز پڑھنا بھی بے سکونی کی بنا پر مکروہ ہے۔

۸۔ گھوڑوں کی رہائش گاہیں بھی نماز میں بے اطمینانی پیدا ہونے کے اسباب ہیں لہذا ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۹۔ خچروں کی رہائش گاہیں بھی گھوڑوں کی رہائش گاہوں کی مانند نماز میں عدم سکون کا باعث بنتی ہیں لہذا ان میں نماز گزاری کراہت کی حامل ٹھہری۔

۱۰۔ گدھوں کی رہائش گاہیں بھی خچروں کی رہائش گاہوں کی طرح نماز گزار کے لئے بے اطمینانی پیدا کرتی ہیں خصوصاً گدھے کی آواز کو قرآن پاک میں انکر الاصوات قرار دیا گیا ہے اگر نماز گزار حالت نماز میں ہو اور وہاں پر گدھا چیخنے لگ جائے تو نماز گزار کا سکون برباد ہو سکتا ہے لہذا یہاں بھی نماز گزاری مکروہ ٹھہری۔

۱۱۔ چیونٹیوں کے بلوں کے پاس نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ چیونٹیوں کی آمدورفت جاری رہتی ہے اور نماز گزار کا خیال پراگندہ ہو سکتا ہے۔ لہذا باعث کراہت ٹھہرا۔

۱۲۔ وادیوں کے بیچوں بیچ جہاں سیلاب کا خطرہ رہتا ہو نماز گزاری مکروہ ہے اگر کسی وادی میں سیلاب وغیرہ کا کوئی خطرہ نہ ہو تو اس صورت میں وہاں نماز گزاری مکروہ نہیں ہو گی۔

۱۳۔ پیشانی کا سجدہ گاہ پر خوب جم جانا ضروری ہے۔ اگر برف پر پیشانی نہ جمتی ہو تو اس صورت میں نماز مکروہ ہو گی۔ اگر برف یخ کی طرح سخت ہو اور پیشانی اس پر خوب جمتی ہو تو اس صورت میں برف پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہو گا۔

۱۴۔ قبروں کے درمیان نماز گزاری مکروہ ہو گی بشرطیکہ وہاں پر کوئی آڑ موجود نہ ہو اگر آڑ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام، ائمہ معصومین علیہم السلام اور اولیائے کرام کی بابرکت درگاہوں میں نماز گزاری مکروہ نہیں ہے بلکہ ان بابرکت درگاہوں میں نماز گزاری سے زیادہ قلبی سکون ملتا ہے۔

۱۵۔ پارسیوں کے آتش کدوں میں نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ یہاں شرک کا چرچا ہے۔

۱۶۔ بت کدوں میں نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ یہاں بھی شرک کا چرچا ہوتا ہے۔

۱۷۔ سڑکوں کے درمیان والے حجروں میں نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ یہاں پر ٹریفک کی کان پھٹی آواز سے نماز گزار کا قلبی سکون متاثر ہوتا ہے۔

۱۸۔ بھڑکتی ہوئی آگ کے مقابل نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ یہ بھی ذہنی سکون کے منافی حال ہے۔

۱۹۔ کھلے دروازے کی سمت کر کے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے کیونکہ دروازے سے انسان کی آمدورفت کا قوی امکان رہتا ہے۔ اگر ایسی صورت ہو تو دروازہ کو نماز گزاری کے وقت بند رکھیں۔

۲۰۔ کوئی آدمی نماز گزار کا آمنا سامنا ہو تو ایسی صورت میں بھی نماز گزاری مکروہ ہے کیونکہ یہاں بھی نماز گزاری کا اصل مقصد فوت ہو سکتا ہے۔

مجبوری کی صورت

اگر کسی نماز گزار کو نماز گزاری کے لئے کوئی اتنی سی پاک جگہ میسر نہ ہو سکے جو قیام اور سجدے کی گنجائش کی حامل ہو تو صرف جائے سجدہ کا پاک ہونا بھی کافی ہے۔ باقی جگہ اگر اتنی خشک ہو کہ اس کی رطوبت نماز گزار کے بدن اور اس کے کپڑوں میں سرایت نہ کر جاتی ہو تو اگرچہ ناپاک ہی کیوں نہ ہو ضرورت اور مجبوری کی بنا پر اس پر نماز گزاری روا ٹھہرے گی۔

اگر نماز گزار کو اسی قدر بھی پاک جگہ نہ مل سکے تو پھر اشاروں اشاروں میں نماز پڑھنا اس کا حکم قرار پاتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ نماز گزاروں کے لئے جائے نماز کا پاک ہونا کس قدر اہمیت کا حامل حکم ہے۔ چنانچہ اگر کوئی مسجد کسی غصب شدہ رقبے پر تعمیر کی گئی ہو یا مسجد کا کچھ حصہ غصبی زمین پر پڑتا ہو تو ایسی مسجد میں نماز گزاری شرعاً درست نہیں ہو گی۔ زمین کے مالک کو معاوضہ وغیرہ کے ذریعے سے رضامند کر کے مسجد کی زمین کو غیر غصبی بنانا ضروری ہے۔

(جاری ہے)

تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

اقبال اور اسلامی تصوف

ذاکر حسین ذاکر ایم-اے، بی-ایی

ذکر

قرآن مجید میں ذکر کا حکم یوں آتا ہے۔

آیت۔ واذکر ربک کثیراً و سبح بالعشی والابکار (آل عمران ۱۳)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کا بہت ذکر کرو اور صبح وشام تسبیح پڑھا کرو۔

آیت۔ فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون (البقرہ ۱۵۲)

ترجمہ۔ پس میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور کفران نعمت نہ کرو۔

آیت۔ یا ایھا الذین امنوا ذکرو اللہ ذکرا کثیراً و سبحوہ بکرۃ واصیلا (احزاب ۴۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم ذکر کرو اللہ کا بہت ذکر اور اس کی تسبیح پڑھو صبح شام۔

آیت۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (رعد ۲۸)

ترجمہ۔ معلوم رہے اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

توکل

آیت۔ وتوکل علی الحی الذی لا یموت (۲۵-٦)

ترجمہ۔ اور بھروسہ کر اس زندہ (ذات) پر جس کو موت نہیں۔

آیت۔ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون (آل عمران ۱۸۸)

ترجمہ۔ اور اللہ ہی پر مؤمنوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

آداب و تعلیمات اور مقامات واحوال تصوف کے علاوہ عقائد تصوف پر بھی قرآن مجید میں نص صریح موجود ہے۔

مثلاً صوفیاء کا یہ عقیدہ کہ اعمال شرعیہ کے دو پہلو ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر کا تعلق اعمال کی بجاآوری سے ہے اور باطن کا تعلق اس کی نیت، خشوع وخضوع یا خلوص سے ہے۔ قرآن کریم نے اعمال کی بجاآوری کے دوران بندے کے دل کی کیفیات کو تقویٰ سے تعبیر کیا ہے یعنی جس قدر تقویٰ ہوگا اس قدر عمل مکمل اور اللہ کے ہاں پسندیدہ ہوگا۔ مثلاً احکام حج میں قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

آیت۔ لن ینال اللہ لحومھا و لکن ینالہ التقوی منکم (الحج ۳۷)

ترجمہ۔ اللہ کو اس (قربانی) کے گوشت یا خون سے سروکار نہیں بلکہ اسے تو تمہارے تقویٰ سے سروکار ہے۔

سفر حج کے متعلق آیات میں ارشاد فرمایا۔

آیت۔ وتزودو فان خیر زاد بالتقوی ج واتقون یااولی الالباب (البقرہ ۱۹۷)

ترجمہ۔ اور سامان رسد یا زادراہ لو۔ بے شک بہترین زادراہ تقویٰ ہے اور اللہ سے ڈرو اے عقل والو۔

اعمال کے باطنی پہلو کی اس حقیقت کو یوں بھی بیان فرمایا ہے۔

آیت۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ط و لکن البر من امن باللہ و الیوم الآخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین ط (البقرہ ۱۷۷)

ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ کو مشرق یا مغرب کی طرف کرو بلکہ نیکی اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لے آئے۔ یعنی اعمال کی بجاآوری سے زیادہ ایمان یا عقیدے کی اہمیت ہے۔ ایمان یا عقیدہ درست ہو تو اعمال درست ہوتے ہیں۔ اگر عقیدہ یا ایمان ہی ناقص ہو تو ظاہری اعمال کی درستی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ عقیدہ اور ایمان کا تعلق دل سے ہے جو خلوص نیت کا اظہار ہے۔

صوفیاء کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تعلیمات تصوف کو لفظ حکمت سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مخصوص اصحابؓ کو دی کیونکہ یہ علم خواص کے لئے مخصوص ہے۔ گزشتہ ایک آیت میں ارشاد ہوا تھا کہ حضور

پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم و حکمت کی تعلیم اور تزکیہ نفس کے لئے مبعوث فرمایا۔ ایک اور آیت میں عطائے حکمت کا ذکر یوں آیا ہے۔

آیت۔ یؤتی الحکمۃ من یشاء ج و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا و ما یذکر الا اولو الالباب (البقرہ ۲۶۹)

ترجمہ۔ (اور اللہ) جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کیا گیا تو بے شک اسے خیر کثیر سے نوازا اور سوائے اہل عقل کے اسے یاد نہیں کرتے۔

قرب الٰہی

صوفیاء کی تمام تر کوششوں کا مقصود قرب الٰہی اور معیت حاصل کرنا ہے۔ بظاہر عبد اور معبود میں بڑا فرق ہے اور ایسی صورت میں قرب یا وصل کا سوال کیوں کر پیدا ہو سکتا ہے؟ لیکن قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو ہمارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب فرماتا ہے۔

آیت۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (۵۔۱۵

ترجمہ۔ ہم (اس کی) شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

اسی طرح قرب الٰہی سے متعلق دیگر بہت ساری آیات ایسی ہیں مثلاً

آیت۔ وھو معکم اینما کنتم و اللہ بما تعملون بصیر (الحدید ۴)

ترجمہ۔ تم لوگ کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور تم جو کچھ کیا کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

آیت۔ ولا یستخفون من اللہ و ھو معھم (النساء آیت ۱۰۸)

ترجمہ۔ اور خدا سے پردہ نہیں کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

آیت۔ نحن اقرب الیہ منکم و لاکن لا تبصرون (الواقعہ ۸۵)

ترجمہ۔ اور ہم تم سے زیادہ قریب ہیں مگر تم کو دکھائی نہیں دیتے

آیت۔ قال لا تخافا انني معکما اسمع و اری (طٰہٰ ۴۶)

ترجمہ۔ فرمایا تم ڈرو نہیں، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔

آیت۔ و انا سالک عبادی عنی فانی قریب (البقرہ ۱۸۶)

ترجمہ۔ اور جب ہمارے بندے تم سے (ہمارے بارے میں) دریافت کریں تو (کہہ دو) ہم ان کے پاس ہیں۔

آیت۔ و کان اللہ بکل شی محیطا (النساء ۱۲۶)

ترجمہ۔ اور سب چیزیں اللہ ہی کے قابو میں ہیں۔

آیت۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (البقرہ ۱۱۵)

ترجمہ۔ جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے۔

آیت۔ و ما تکون فی شان و ما تتلوا منہ من قرآن و لا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھودا اذ تفیضون فیہ (یونس ۶۱)

ترجمہ۔ تم کسی حال میں بھی ہو اور قرآن کی کوئی سی بھی آیت پڑھ کر سناتے ہو اور تم کوئی سا بھی عمل کرتے ہو ہم ہمہ وقت تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

ان آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح اور تاویل کے نتیجے میں تصوف میں وحدۃ الوجودی اور وحدۃ الشہودی نظریات سامنے آئے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی جابجا صوفیانہ تعلیمات ملتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت، آپ کا حسن خلق، شوق عبادت، سادگی اور انکساری، فقر اور صدق و صفا، صوفیاء کے لئے عملی نمونے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں اسلامی تصوف کی اصل روح اور مقصد و مدعا بیان ہوا ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث میں پورا علم تصوف سمٹ آیا ہے۔ ترجمہ یہ ہے۔

"میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسی کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

(جاری ہے)

احوال صوفیاء
(گزشتہ سے پیوستہ) قسط نمبر۲

شیخ عبدالرحمن اسفرائنی

غلام حسن نور بخش ایم ۔اے

تصوف میں آپ کا مقام

تصوف روحانی مقامات اور باطنی کوائف کا مرقع ہے۔

ان مقامات میں سے ایک مقام تلوین اور تمکین کا آتا ہے۔

تمکین میں سالک کسی ایک مقام پر مستقل طور پر جم جاتا ہے۔اس مقام سے نہ آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے۔

مقام تلوین میں سالک ایک مقام پر ٹھہرا نہیں رہتا بلکہ کبھی ترقی ہوتی ہے اور کبھی تنزلی۔

کچھ بزرگ مقام تمکین کو فضیلت دیتے ہیں اور کچھ بزرگ مقام تلوین کو زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔

حضرت شیخ نورالدین اسفرائنی ایک عرصہ تک مقام تلوین میں رہے ہیں۔آپ خود لکھتے ہیں۔

"جب میں اپنی خواہشات سے مڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف متوجہ ہوا اس وقت مجھ میں تحیر کی کیفیت پیدا ہوئی۔میں اپنے آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔غرور و رعونت بالکل زائل ہو گئی اس قدر بے خود ہو گیا کہ گھر کے کام کاج سے ہاتھ کھینچ لیا۔چنانچہ ایک دن والد محترم نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔لمحے لمحے میں تمہارا رنگ دس دس بار بدل جاتا ہے اور ہر ساعت تمہاری شکل و صورت بدل جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو تم پھٹے پرانے چیتھڑے میں آتے ہو یہ عقل مندوں کا کام نہیں۔ لیکن آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کہا اور کس سے کہا۔

(کاشف الاسرار ص ۳۶)

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا آپ کے بارے میں بیان ہے کہ

اگر نورالدین شیخ عبدالرحمن قدس سرہ نہ ہوتے تو سلوک مکمل طور پر مٹ جاتا اور کوئی نشانی نہ ہوتی۔مگر اللہ تعالیٰ اس طریق کو قیامت تک باقی رکھنا چاہتا ہے جس کی وہ تجدید کریں گے۔

(نفحات الانس ص ۳۸)

کم گوئی

شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا بیان ہے کہ ایک دن میں جماعت خانے میں غائب ہو گیا۔امام غزالی کو دیکھا جو سر زانو پر رکھے قلم ہاتھ میں پکڑے حیران بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا اے امام آپ کیا فکر فرما رہے ہیں؟ فرمایا میں کیوں فکر نہ کروں میں نے دنیا میں سیمرغ کی تیس صفات لکھی تھیں وہ سب غلط ثابت ہوئی ہیں۔

میں نے اس واقعے کا نورالدین عبدالرحمن سے ذکر کیا۔انہوں نے فرمایا مجھے تعجب ہے۔میں نے بھی شغان کے مقام پر ایک واقعہ دیکھا اس وقت مجھے معرفت کے بارے میں خوب بولنے میں شہرت حاصل تھی میں نے غیبت میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں کس قدر حسرت ہے۔امام غزالی کو کوئی حسرت نہ تھی لیکن وہ سلوک مکمل کئے بغیر ہمارے پاس آ گئے۔جب میں غیبت سے واپس آیا تو زبان پر ایک گرہ پائی۔میں نے خاموشی اختیار کی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

(نفحات الانس ص ۴۳۹)

رزق حلال

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر کوئی نعمت انسان مفید نہیں ہے۔ دوسروں کی جانب سے آئے ہوئے نذر و نیاز کے بارے میں اختلاف ہے خاص کر شاہان وقت اور امراء و حکام کی طرف سے آنے والے نذرو نیاز کے بارے میں کہ انہیں قبول کیا جائے یا رد کر دیا

جائے ۔ بعض کا خیال ہے کہ بادشاہوں اور سرکاری کارندوں کی طرف سے آنے والے نذر و نیاز اور تحائف قبول نہیں کرنے چاہئیں جبکہ بعض انہیں قبول کرنے کے حق میں ہیں ۔ کچھ بزرگ بعض شرائط کے ساتھ قبول کرنے اور قبول نہ کرنے کی گفتگو کرتے ہیں ۔ حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کا یہ معمول تھا کہ اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو آپ قبول نہ کرتے تھے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو قبول کر لیتے تھے ۔ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں ۔

حضرت نور الدین عبدالرحمن اسفرائنی ان دنوں جبکہ آپ کے پاس کسی قسم کے اسباب معاش نہ تھے ارباب حکومت اور امراء کی جانب سے بطور تحفہ جو بھی موصول ہوتا اسے قبول فرماتے تھے ۔

(معاش السالکین ص ۱۵)

غالباً یہ آپ کے ابتدائی ایام کے حالات ہیں ۔ زندگی کے آخری حصوں میں آپ کوئی نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے اور تحائف اور نذر و نیاز کو واپس کرتے تھے ۔ اس ضمن میں آپ کا اپنا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کو لوگوں کی جانب سے آنے والے نذرانوں میں شبہ ہو گیا ۔ پھر آپ نے ایسے تمام نذرانے خود کھانے سے انکار کر دیا اور رزق حلال کے سلسلے میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ فصل کی کٹائی اور فصل کی اٹھائی کے دوران غلے کے جو خوشے راستوں میں گر جاتے تھے آپ ہاتھوں میں ایک ٹوکری اٹھائے انہیں اٹھا لیتے تھے اور اسی پر گزارا کرنے لگے ۔

(کاشف الاسرار ص ۲۹)

لباس

آپ نے حرام سے بچنے کی خاطر نہایت سخت قسم کا طریقہ اختیار کیا تھا جو کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے ایسا طریقہ صرف پہنچے ہوئے بزرگ ولی اللہ یا کسی نبی سے ہی ممکن ہے ۔

اس ضمن میں یہ واقعہ آپ نے خود خود اپنے قلم سے لکھا ہے کہ

"دس سال تک میں نے لباس کے بارے میں یہ طریقہ اختیار کیے رکھا کہ میں گلی کوچوں میں گھوم پھر کر لوگوں کے

دیتا ۔ اس طرح میری گدڑی کا وزن من بھر ہو گیا ۔ دس سال کی مدت میں نے اسی حالت میں گزار دی نئے لباس کی خواہش کبھی پیدا نہیں ہوئی ۔ میرے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان تھا ۔ صاحب القمیصین لا یجد حلاوۃ الایمان دو قمیصوں کا مالک حلاوت ایمان کبھی نہیں پا سکتا ۔

(کاشف الاسرار ص ۳۲)

یہ چیتھڑے ایک خرقہ کی شکل میں آپ کے پاس محفوظ تھے آپ یہی خرقہ پہن کر عبادت و ریاضت میں مگن رہتے تھے ۔ اس میں بجا لانے والی عبادات میں آپ کو جو لطف آتا تھا کسی اور لباس میں نہ آتا تھا ۔ اسے آپ نے اپنے قیام بغداد کے دوران خراسان میں رکھا ہوا تھا ۔ آپ ہر وقت اس کی آرزو کرتے رہتے تھے ۔ آپ اس بارے میں ایک واقعے کا ذکر فرماتے ہیں ۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں اپنے خرقہ میں خلوت نشین تھا ایک عزیز اخی محمد ابراہیمان فارسانی نے ایک نیا لباس بنایا اور خلوت خانے کے دروازے سے اندر مجھے دے دیا جس کو میں نے قبول کیا لیکن جونہی اس پر نظر پڑی میرا نفس اس سے بہت خوش ہوا ۔ چنانچہ میں نے اسے استعمال نہیں کیا ۔

(کاشف الاسرار ص ۳۶۔۳۷)

آپ کا یہ عمل بالکل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق تھا ۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مرات التائبین میں لکھتے ہیں کہ

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک نئی شلوار لائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پہن کر نماز پڑھی ۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اتار کر لانے والے کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ نئی شلوار مجھے نماز میں اپنی جانب متوجہ کرتی ہے ۔

(مرات التائبین قلمی ص ۴۳)

اسی طرح ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کا تسمہ پرانا ہو گیا تو ایک نیا تسمہ لگا دیا گیا جب آپ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا کہ اسے نکال دو اور پرانا لگا دو کیونکہ یہ مجھے حق تعالیٰ سے اپنی جانب راغب کرتا ہے ۔

سیرت

قسط نمبر ۱

نورانیت مصطفیٰ

احمد علی عارف منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

تعارف

اہل اسلام کے علمی حلقوں میں اس اعتقادی مسئلہ پر بحث و تمحیص کا بازار گرم نظر آتا ہے کہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں یا بشر؟

یہ ایک لایعنی سوال ہے اور بالکل اسی طرح ہے کہ کوئی پوچھے کہ فلاں شخص لنگڑا ہے یا کالا؟ جواب دینے والا اہل عقل کے گا ارے کوڑھ مغز لنگڑا ہونا کالا ہونے کی ضد تو نہیں ہے پس اگر کوئی شخص لنگڑا ہے تو کیا وہ کالا نہیں ہو سکتا ہے۔ قرین عقل بات تو یہ ہے کہ لنگڑا ہونا صحت اعضاء کی اور کالا ہونا سفید ہونے کی ضد ہے۔ عین اسی طرح بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں اور نہ نورانیت بشریت کے منافی امر ہے کیونکہ نور کی ضد تو ظلمت ہے اور بشر کی ضد جن وغیرہ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک نور بھی ہے اور بشر بھی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو میری اور آپ کی بشریت پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ آپؐ کی ذات تمام انسانوں سے زیادہ کامل ہے اور تمام انسان اپنے جملہ کمالات کے ساتھ آپؐ کی خاک پا تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

زیر نظر مضمون میں اسی مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور صوفیائے کرام کے ارشادات سے خصوصی طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صوفیائے کرام نے انبیاء علیہم السلام کے جنس بشر اور نوع انسان سے مبعوث ہونے کا کبھی انکار نہیں کیا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی بشریت بے شمار فضائل و کمالات کی حامل ہوتی ہے۔ اور چونکہ کتاب و سنت سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت بھی ثابت ہوتی ہے اسلئے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بشریت اور نورانیت دونوں کا جامع ہیں۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا بھی درست نہیں جیسا کہ ذیل میں بزرگان دین کی آراء کی روشنی میں اس حقیقت کی وضاحت کریں گے۔

قرآن کریم کی آیت قل انا بشر مثلکم الخ کی تفسیر میں صدر الافاضل مراد آبادی فرماتے ہیں۔

"بہر حال آپؐ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی مثل نہیں۔ اس آیت کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کے اظہار اور تواضع کے لئے حکم فرمایا گیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فرمایا ہے۔"

(تفسیر خازن)

اس تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انا بشر مثلکم فرمانا تواضع اور عاجزی کے لئے تھا جس طرح اولیائے کرام کا یہ شعار رہا ہے کہ انہیں جتنا بھی بلند مرتبہ ملے وہ اپنی ہستی کو دنیا والوں میں حقیر ترین تصور کرتے ہیں اس لئے صاحب نجم الہدیٰ نے صفحہ ۵۴ پر "چوں من عاصی" کا کلام کسر نفسی کے طور پر فرمایا ہے۔ اور سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کا قول نقل ہوا ہے کہ ایک دن آپ نے بر سر منبر فرمایا "اے لوگو تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو میں تو اپنے آپ کو دنیا کے کتوں میں سے ایک کتا خیال کرتا ہوں۔"

سید الطائفہ جنید کا اپنے آپ کو دنیا کے کتوں میں سے ایک کتا خیال کرنا کسر نفسی کے لئے ہے۔ عام لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سید الطائفہ کو (نعوذ باللہ) دنیا کے کتوں میں سے ایک کتا خیال کرے بنا بریں کہ خود انہوں نے اپنے متعلق ایسے ہی خیال کا اظہار فرمایا ہے۔ پس اس سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انا بشر مثلکم فرمانا صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی خاص ہے دوسرے لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہے کہ

جو کلمات صاحب عزت و عظمت بطریق تواضع فرماتے ہیں ان کو دہرانا دوسروں کے لئے روا نہیں ہے۔

۲۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فضائل جلیلہ و مراتب رافعہ عطا فرمائے ہوں ان کے ان تمام فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصف عام میں ذکر کرنا جو ہر کسی میں پایا جائے ان کمالات کے نہ ماننے کا ہی اعلان ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں جا بجا کفار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں اور اسی لئے وہ گمراہ ہوئے۔

پس سید عالم کا بلحاظ ظاہر انا بشر مثلکم فرمانا حکمت ہدایت وارشاد کے لئے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لئے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتی ہے۔ چھوٹوں کا ان کلمات کو اس کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈنا ترک ادب اور گستاخی متصور ہوگی۔ پس کسی امتی کو یہ روا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مماثل ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ آپ کی بشریت سب سے اعلیٰ ہے اور ہماری بشریت کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔

یہی سبب ہے کہ اس اہم ترین اعتقادی امر کو اہل صوفیا نے اس قدر نمایاں حیثیت دی ہے کہ اذان میں بھی جو شعائر میں سے ہے وہ روزانہ پانچ وقت اس حقیقت کا اعلان کرتے ہیں کہ محمد اور علی خیر البشر ہیں۔ یعنی بشر ضرور ہیں لیکن میرے اور آپ جیسے بشر نہیں ہیں اور اوراد و فتحیہ میں خصوصاً روح مطہر و معنبر حضرت پیغمبر خیر البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورد کر کے ہم اعلان کرتے ہیں کہ خبردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت پر قیاس نہ کرنا بلکہ وہ تو تمام انسانوں میں افضل ترین انسان ہیں۔

بشر کون؟

صاحب نجم الہدیٰ فرماتے ہیں۔

واں کہ خوبی و بدی ہر دوم بہم
دارد اما از بدی خویش کم
ز شیش غالب بہ نیکی حای او
باشد او را دان بشر بے گفتگو

وہ آدمی جو اچھائی اور برائی دونوں کو جمع کرتا ہے لیکن اس کی اچھائی برائی سے کم ہے اور اس کی برائیاں نیکیوں پر غالب ہیں، تو بے شک اسے بشر جان لو۔

بشریت کی اس تعریف کی ذیل میں ان خصلتوں کا ذکر آیا ہے جو ہر فرد بشر میں پائی جاتی ہیں اور جن کے نام حیوانی، شیطانی، سبعی، ملکی اور انسانی ہیں۔ ان پانچ خصائل کی تشریح یوں ہے۔

۱۔ اگر انسانی طبیعت چوپایوں کی طرح شہوت رانی، کھانے پینے اور سونے کی دلدادہ ہو تو یہ شکل و صورت کے اعتبار سے انسان نما ہے لیکن کردار کے لحاظ سے حیوان سے بھی بدتر ہے

۲۔ اگر اس کی طبیعت فریب کاری دھوکے دہی اور دغا بازی کی طرف پیہم راغب ہو تو اس کی صورت تو انسان کالبد کی مانند ہے لیکن اس کی کردار کو دیکھا جائے تو وہ شیطان ہوتا ہے

۳۔ اگر اس شخص کی طبیعت دن رات دوسروں پر غلبہ پانے اور قہر و غضب کی طرف مائل ہو تو اس کی صورت تو مبارک فال انسان کی لگتی ہے لیکن تو اگر اس کی معنوی چلن کو دیکھے تو وہ چیرنے پھاڑنے والا جانور ہے۔ یہ انسان کی سبعی خصلت ہے۔

۴۔ اگر اس کی طبیعت عمدہ اخلاق پر، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی پر، توکل پر، عبادت وریاضت پر، تواضع پر نیز کم خوری اور کم خوابی پر رغبت کرنے والی ہو تو وہ بے شک شکل و صورت کے اعتبار سے آدمی ہوتا ہے لیکن حقیقی معنوں میں وہ فرشتہ ہوگا۔

۵۔ اور اگر اس کا نفس اپنی موت آپ مرا ہے اس کے ذریعے بقا باللہ کا درجہ حاصل کیا ہے وہ انصاف والے محبوب حقیقی کی شراب محبت میں بشری تقاضوں سے از خود رفتہ ہو گیا ہے اور اس کا باطن نفسانی نشیب وفراز سے پاک ہو کر روحانی پرتو یعنی حق تعالیٰ کی تجلی کا عکس بند ہو چکا ہے تو وہ شخص اگرچہ دیکھنے میں دیگر انسانوں کی طرح بشر ہے مگر سیرت کے اعتبار سے وہ بلاشبہ کامل ترین انسان ہے۔ معنوی اعتبار سے بیش بہا وہ انسان فرشتوں سے افضل ہے کیونکہ وہ ساری مخلوق سے اشرف ہے۔

ان بشری خصلتوں پر غور کرنے کے اور یہ بات عیاں ہو جاتی ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ملکی اور انسانی

خصلتوں کے اعتبار سے اس حیثیت کے حامل ہیں جس کا اشارہ انا بشر مثلکم کے اعلان سے ملتا ہے۔

یاد رہے کہ تشبیہہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کے تمام ارکان کا تمام چیزوں میں ایک دوسرے سے مشابہت ضروری نہیں ہے بلکہ ایک صفت میں بھی مشابہت پائی جائے تو کافی ہے۔ جیسے زید کالاسدفی الشجاعۃ اس مثال میں زید نہ درندہ ہے نہ اس کی دم ہے اور نہ کسی اور ظاہری ہیئت میں وہ شیر کے مشابہ ہے سوائے شجاعت کے۔ یعنی ایک صفت شجاعت کی وجہ سے زید کو شیر کے ساتھ تشبیہہ دے رہے ہیں تو یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا انا بشر مثلکم یہ مماثلت ایک یا دو اعلیٰ وارفع بشری خصلتوں میں مماثل ہونا ہے نہ کہ ساری بشری خصلتوں میں مماثل ہونا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خصلتوں میں اپنی مثل ماننے والے سراسر گھاٹے میں ہیں۔

نبوت کی دو سمتیں

نبوت کی دو سمتیں ہیں۔

۱۔ مثلیت

۲۔ فضیلت

فضیلت

ایسی خوبیوں کی موجودگی ہونا جنہیں دیکھ کر انسان کسی کو دوسروں سے اونچا، جدا، منفرد اور عظیم سمجھے فضیلت کہلاتی ہے۔

مثلیت

ایسی علامات جسے دیکھ کر لوگ اسے اپنے جیسا سمجھے مثلیت کہلاتی ہیں۔

پس نبوت انہی دو خوبیوں سے عبارت ہے۔

فضیلت اور مثلیت کی توضیح

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی فضیلت کی مثال ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کے ٹکڑے کر دیئے۔ دست اقدس کو اٹھایا اور ڈوبے ہوئے سورج کو پھر سے پلٹایا تاکہ حضرت علیؓ نماز عصر ادا کر سکیں۔ اسی طرح ریگستان میں جاتے ہوئے ایک شخص کو ایمان کی دعوت دی تو اس نے دلیل مانگی۔ آپؐ نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور فرمایا کس چیز کی دلیل چاہتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک کیکر کا درخت تھا اور کچھ نہ تھا پس کہنے لگا کہ اس درخت سے اپنے نبی ہونے کی گواہی دلا دے۔ آپؐ نے اس درخت کو اشارہ فرمایا وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آقا کے قدموں میں سجدہ ریز ہو گیا اور کلمہ پڑھا۔ یہ فضیلت کی مثالیں ہیں۔

اور مثلیت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی جس طرح ہم آپ شادی کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا پس دیکھنے والے نے سمجھا کہ جس طرح ہم کھانے کے محتاج ہیں وہ بھی کھانے کے محتاج ہیں۔ تبلیغ کے دوران اور میدان جنگ میں پتھر لگنے سے رخسار مبارک زخمی ہوا اور خون مبارک رواں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کے درمیان زندگی بسر کی اور آپ کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکرؓ زاروقطار روتے ہوئے کہنے لگے کہ آقا آپؐ کا ہم پر کتنا کرم تھا کہ آپؐ عرش تھے اور ہمارے جیسے خاکیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ پس مثلیت عام انسانی زندگی کے ماحول کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہوا۔

پس جس میں صرف مثلیت ہو فضیلت نہ ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور اسی طرح جس میں صرف فضیلت ہو اور مثلیت نہ ہو وہ بھی نبی نہیں ہو سکتا۔

وہ نبی جس کی ذات کو دیکھنے کے لئے سدرۃ المنتہیٰ پر سارے عالم نور کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم شب معراج کے اس پیکر نور کی ایک جھلک ہمیں بھی دکھا دے۔ وہ نبی جس کی ہم سفری لامکاں میں جبرائیل امین بھی نہ کر سکیں۔ وہ نبی جسے ثم دنی فتدلیٰ کی منزل پر پہنچایا گیا پھر فکان قاب قوسین کی کرسیوں پر بٹھایا گیا اور وہاں سے اٹھا کر او ادنیٰ کی آغوش قربت میں بٹھایا گیا، صرف اور صرف ہم خاکیوں سے خوف اور ڈر ختم کرنے کے لئے ہم سے فرما رہے ہیں انا بشر

مثلکم لیکن اگر اس فرمان سے یہ مراد لیں کہ وہ بھی ہماری طرح ہیں تو دنیا بھی گئی اور آخرت بھی گئی۔ کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم نے مقام نبوت کو سمجھا ہی نہیں۔ نبوت کا معنیٰ ہی یہی ہے کہ فضیلت کان قاب قوسین پر بیٹھنے کی ہو اور مثلیت یہ کہ ابو بکر و علی و عثمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمائیں۔

پورے قرآن مجید کا مطالعہ کریں معلوم ہو گا کہ قاعدہ قرآن یہ ہے کہ مثلیت اور فضیلت دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد ہوا۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔

اس آیت کریمہ میں انا بشر مثلکم میں مثلیت ہے اور یوحیٰ الی فضیلت کا درجہ ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

لا یملکون شفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عہدا

قیامت کے دن کوئی بھی شفاعت کا مالک نہیں ہو گا یہ مثلیت کا درجہ ہے لیکن جس نے فقط نظر اتنی سی بات پر رکھی اور قرآن کے اس ایک جز کو پڑھ کر بقیہ حصہ چھوڑ دیا وہ گمراہی میں جا پڑا۔ کیونکہ لا یملکون شفاعۃ کے درجہ مثلیت کے ساتھ الا من اتخذ عند الرحمن عہدا مگر وہ لوگ جن کو اللہ نے ڈگری دے رکھی ہو صرف وہی شفاعت کر سکیں گے، کا درجہ فضیلت بھی موجود ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ اس طرح کی آیت ہے۔

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ

اس آیت کریمہ میں من ذالذی یشفع عندہ مثلیت کی مثال ہے اور الا باذنہ درجہ فضیلت کی مثال ہے۔ جس نے نظر صرف جزو اول پر رکھی وہ گمراہ ہوا اور جس نے دونوں اجزا پر ایمان رکھا وہ اصل حقیقت کو پا گیا۔

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ فضیلت اور مثلیت کے باب میں صحیح عقیدہ رکھنے والوں اور مغالطہ کرنے والوں کے پانچ گروہ ہوئے۔

۱۔ گروہ کافرین

یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ فضیلت کا انکار اور مثلیت کا اقرار کرتے ہیں۔ جب نبی کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں ما نراک الا بشر مثلنا ہم آپ کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں۔ یا کہتے ہیں ماھذا الا بشر مثلنا یہ ہماری طرح بشر ہی تو ہے۔ اس گروہ کے لوگوں نے ہمیشہ مثلیت پر نگاہ رکھی اور بھٹک گئے۔

گروہ مشرکین

یہ وہ لوگ ہیں جو کفار کے بالکل برعکس عقیدہ رکھتے ہیں یعنی مثلیت کا انکار کرتے ہیں اور فضیلت کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وقالت الیہود عزیر ابن اللہ یہودی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ یہودیوں نے فقط فضیلت پر نگاہ رکھی اور حضرت عزیر کو رب العالمین کی ربیت میں شریک کیا،

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

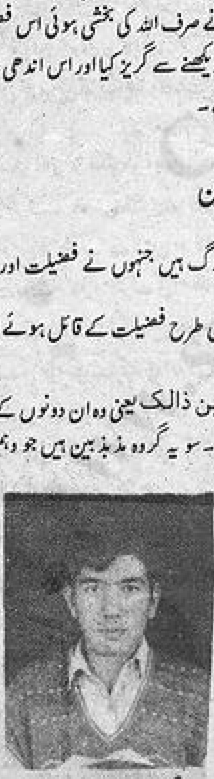
وقالت النصاری مسیح ابن اللہ اور عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ عیسائیوں نے جب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ جب پھونک مارتے ہیں تو مردے زندہ ہو جاتے ہیں مٹی کا بنا ہوا پرندہ اڑنے لگتا ہے اور مادر زاد نابینا بینا ہو جاتا ہے تو انہوں نے صرف اللہ کی بخشی ہوئی اس فضیلت پر نگاہ ڈالی اور مثلیت کو دیکھنے سے گریز کیا اور اس اندھی عقیدت کی بنا پر مشرک ٹھہرے۔

گروہ مذبذبین

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے فضیلت اور مثلیت کو برابر جانا مگر نہ پوری طرح فضیلت کے قائل ہوئے اور نہ پوری طرح فضیلت کے۔

مذبذبین بین ذالک یعنی وہ ان دونوں کے درمیان شش و پنج کا شکار ہیں۔ سو یہ گروہ مذبذبین ہیں جو وہم و گمان کے شکار افراد ہیں۔

(جاری ہے)



شکیل احمد قریشی جنرل سکریٹری این وائی ایف کرامنگ شپلو

حسین اور نماز

از - علامہ سید علی نقی تلخیص - شکور علی بی اے

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد خداوندی ہے و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون یعنی جن وانس کے پیدا کرنے کی غرض و غایت محض عبادت خداوندی ہے ۔ نیز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث بر رسالت ہونے کا مقصد اولین خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور الوہیت کی نشر واشاعت ہے اور اس کا بہترین طریقہ صلوٰۃ یعنی نماز ہے ۔ انسان اپنے سر گردن اور جسم کو بحالت نماز حرکت دے کر اور اپنی پیشانی خاک پر رکھ کر خدائے وحدہ لاشریک کے حضور اپنی پرستش اور عبودیت کا اظہار کرتا ہے ۔ خداوند عالم نے اپنے مقدس کلام میں تقریباً بہتر مقامات پر عبادت و نماز کی بجاآوری کا حکم دیا ہے ۔ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے واقیموا الصلواۃ و لا تکونوا من المشرکین نماز کو قائم کرو اور مشرک نہ بنو ۔ بالفاظ دیگر نماز مسلم اور کافر کے درمیان اور مومن و مشرک کے مابین حد فاصل اور مابہ الامتیاز ہے ۔ نماز پڑھنے والے پر کافر و مشرک کی اصطلاحات کا اطلاق ہر گز نہیں ہو سکتا اور بے نماز اور مشرک میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے لہذا کفر وشرک کی نجاست سے بچنے کا واحد ذریعہ نماز ہے جو اسلام کا طرہ امتیاز اور ایمان کا زیور ہے ۔ چونکہ اسلام قولی نہیں فعلی مذہب ہے لہذا بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو قائم اور برتر رکھنے میں بے حد سرگرمی اور انہماک کا مظاہرہ فرمایا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم کے حضور میں اتنی اتنی دیر قیام فرماتے کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے جس پر خدائے رحیم کو آپ سے ان الفاظ میں خطاب کرنا پڑا ۔ طہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ اے حبیب وطاہر اے پاک وپاکیزہ بندے ہم نے قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اقامہ دین اور اقامہ صلوٰۃ میں اس قدر تکلیف و محنت برداشت کرو ۔ دوسرے مقام پر خدا نے اپنے حبیب خاص محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اپنی خوشنودی اور رضامندی کا تمغہ ان الفاظ میں مرحمت فرمایا ہے ۔ یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلا یعنی اے کالی کملی اوڑھنے والے محبوب تم ساری ساری رات عبادت میں کھڑے نہ رہا کرو ۔ کچھ وقت آرام کے لئے بھی رکھ لو ۔ المختصر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پابندی وقت سے نماز ادا کرتے رہے وہ اظہر من الشمس ہے ۔ حقیقتاً نماز حسنات کی اساس اور اعمال کا خلاصہ ہے ۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام الاولیاء واصفیاء مولائے متقیان حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عبادت اور نماز گزاری کی طرف نگاہ دوڑاتے ہیں تو یہاں استغراق و محویت کا ایک عجیب عالم پاتے ہیں ۔ امیر المومنین کے پائے اقدس میں ایک تیر لگتا ہے جس کے نکلنے پر آپ تکلیف و اذیت محسوس کرتے ہیں لیکن جب آپ محراب عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو آپ پر اس قدر خشوع و خضوع اور فنافی اللہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ آپ کے پائے مبارک سے وہ تیر نکال لیا جاتا ہے اور آپ ذرا بھر بھی اذیت محسوس نہیں فرماتے ۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام جب نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوتے تھے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور آپ کا بند بند کانپنے لگتا تھا ۔ کسی شخص نے اس کیفیت کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ ایک عبد ذلیل ایک معبود جلیل کے دربار میں حاضر ہونے جا رہا ہے ۔

لیکن اقامہ الصلواۃ کے سلسلے میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے رفقاء اصحاب وانصار نے میدان کربلا میں جس سرگرمی اور انہماک و رجوع قلب اور دلی اشتیاق کا شاندار مظاہرہ کیا ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے ۔ رفقائے حسین علیہ السلام مظلوم رضوان اللہ علیہم بہترین اطاعت گزار عابد و زاہد اور متقی ، راکع ، ساجد اور عشق الٰہی میں سرشار تھے ۔ ایسے

نمازی چشم فلک نے آج تک دیکھے نہ آئندہ ایسے مناظر دیکھنے میں آئیں گے جیسا کہ کسی شاعر نے اس کا خلاصہ یوں پیش کیا ہے۔

کچھ مصلی کربلا کے عازم خلد بریں
ساتھ اپنے رونق محراب و منبر لے گئے

ذیل کے سطور میں ایسے ہی چار ایمان افروز مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔

منظر اول۔ شب عاشور

نویں محرم الحرام کو عمر بن سعد کے نام عبیداللہ ابن زیاد کا خط پہنچا جس پر صلح کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور عمر سعد نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور امام مظلوم پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عصر کا وقت تھا اور امام خیمہ کے دروازہ پر تلوار کا سہارا لئے گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھے تھے اور کچھ غنودگی بھی طاری تھی کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز جناب زینبؑ کے کانوں میں آئی آپ بے تابانہ اپنے محبوب بھائی کے قریب آئیں اور کہا بھیا۔ دشمن کے لشکر کی آواز بہت قریب آ رہی ہے۔ اپنی گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار فرمایا۔ امام علیہ السلام نے تسکین دی اور صبر و سکون کی ہدایت فرمائی اور اس کے بعد امام علیہ السلام نے جناب عباس علمدار سپاہ حسینیؑ کو بلا کر فرمایا جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اس وقت حملے کا کیا باعث ہے۔ جناب عباسؑ گئے اور واپس آکر کہا یا مولا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابن زیاد کا حکم آیا ہے کہ یا حسینؑ بیعت کریں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اور ایک شب کی مہلت طلب کرو۔ عمر سعد نے قدرے پس و پیش کے بعد مہلت دے دی۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے ایک شب کی مہلت اس لئے نہیں مانگی کہ لڑائی کے لئے تیاری کی جائے بلکہ اس لئے مانگی کہ دل کھول کر خدا کی عبادت بجا لائیں اور اطاعت و عبادت خدا سے رخصت و وداع ہو لیں۔ یہ تمام شب امام علیہ السلام اور آپ کے اعزہ و اصحاب نے عبادت و اطاعت خدا میں بسر کی۔ رجوع قلب سے نمازیں پڑھیں۔ راوی کا بیان ہے کہ تکبیر و تحلیل و تحمید و تقدیس اور تسبیح کی صدائیں خیام اہل بیت سے نکل کر اس سنسان جنگل اور لق و دق صحرا میں اس طرح گونج رہی تھیں جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے۔ ان مجاہدین راہ خدا کو زندگی کی حسرت نہ تھی بلکہ اس بات کی حسرت تھی کہ افسوس اب عبادت نصیب نہ ہو گی۔ محبوب کی یاد وصال محبوب سے بھی زیادہ طرب انگیز اور لذت بخش ہوتی ہے۔ اس نکتہ کو پرستاران عشق و محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عارفوں اور عابدوں سے پوچھئے کہ عبادت میں کیسا مزا ہے۔

منظر دوم۔ نماز صبح

یہ عبادت گزار بندے تمام شب عاشورہ وظائف و دعا و مناجات میں مشغول و منہمک رہے کہ سپیدہ سحر نمودار ہوا اور صبح صادق کا وقت طلوع ہوا۔ نماز صبح پڑھنے کے لئے صفیں درست ہو گئیں اور امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی۔ تاریخ میں اگرچہ اس کی صراحت نہیں۔ لیکن مشہور و معروف ہے کہ صبح عاشورہ اذان ہم شکل پیغمبر جناب علی اکبرؑ نے دی تھی۔ ریاض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دل کہتا ہے کہ یقیناً اذان بلبل اہل بیت علی اکبرؑ ہی نے دی ہو گی۔ اس لئے کہ جب آپ میدان قتال میں جانے کے لئے رخصت ہو رہے تھے تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا
اللھم اشھد علی ھولاء القوم فقد برزا الیھم فتی اشبہ الناس خلقا و خلقا و منطقا برسولک و کنا اذا شقتنا الی نبیک فنظرنا الی وجھہ خدا وندا گواہ رہنا اس قوم کے ظلم و ستم پر کہ اب ان کی طرف جانے والا وہ جوان ہے کہ جو کوئی بھی صورت و سیرت اور گفتار میں تیرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو آپؑ کے ہم شکل علی اکبرؑ کی آواز کے چہرے کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ اس ارشاد امامؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی اکبرؑ کی آواز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کے مشابہ تھی۔ پھر کوئی تعجب نہیں کہ حسین علیہ السلام نے نوجوان فرزند علی اکبر کو اذان کے لئے مامور کیا ہو تاکہ ایک طرف تو اہل حرم آخری بار ہم شکل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سن لیں اور دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں کو جو آپ کے قتل پر آمادہ اور تیار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آئیں اور اس بات کا احساس ہو جائے کہ آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری یادگار ہیں

منظر سوم ۔ نماز ظہر

نزول آفتاب ہو رہا ہے امام عالی مقام علیہ السلام مع اصحاب جان نثار عروس شہادت سے ہم کنار ہونے کے لئے آمادہ ہیں آپ کے صحابی ابو ثمامہ صیداوی آگے بڑھتے ہیں اور امام علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ مولا زوال آفتاب ہو گیا ہے اور نماز ظہر کا وقت ہے میں اس بات کا مشتاق و متمنی ہوں کہ نماز ظہر آپ کے اقتدا میں باجماعت پڑھ کر خدا کے حضور میں پہنچوں ۔ امام علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا بے شک نماز کا اول وقت ہے ذکرت الصلوٰة جعلک اللہ من المصلین اے ابو ثمامہ اس وقت جو تم نے نماز یاد دلائی ہے تو خدا تمہیں نماز گزاروں میں محفوظ فرمائے ۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ دشمن سے نماز کی مہلت مانگو ۔ لیکن دشمن نے مہلت نہ دی اور جنگ جاری رکھنے کا اعلان کیا ۔ امام علیہ السلام کے دو صحابی آگے بڑھ کر عرض کرتے ہیں یا مولا آپ نماز پڑھائیے ہم آپ کی حفاظت کرتے ہیں ۔ چنانچہ صحابہ کرام نے نمازی کی صف باندھی ، امام نے نماز شروع کی اور دو صحابہ سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے ۔ امام نماز پڑھتے رہے ۔ جو تیر آ رہا تھا وہ جان نثار صحابی اپنے سینوں پر لیتے ۔ ادھر نماز ختم ہو گئی اور ادھر ایک صحابی امام کی اور نماز کی حفاظت کرتا ہوا درجہ شہادت پر فائز ہو گیا ۔ اگرچہ یہ صحابہ شریک نماز باجماعت نہ تھے لیکن چونکہ انہوں نے نماز اور نمازیوں کی حفاظت کی لہذا یہ بھی نماز گزاروں میں محشور ہوں گے اللہ اللہ کس شان کے نمازی ہیں کہ تیروں کی بوچھاڑ میں نماز حق ادا فرمائی ۔

منظر چہارم ۔ نماز عصر

امام علیہ السلام کے تمام اصحاب وقار حسن نصرت ادا کرتے ہوئے باری باری شہید ہو کر اعلیٰ علیین میں جا پہنچے ۔ آپ کے بھائی ، بیٹے ، بھتیجے اور بھانجے بھی جو وجاہت و شجاعت اور تقویٰ و طہارت میں یگانہ روزگار تھے درجہ شہادت پر فائز ہو گئے اب وہ وقت آ گیا کہ میدان میں صرف امام عصر یکہ و تنہا رہ گئے ۔ تمام جسم تلواروں ، نیزوں اور بھالوں کے زخموں سے شگفتہ تھے اور تمام بدن شق ہو رہا تھا امام علیہ السلام نے اس عالم تنہائی میں جانب آسمان نگاہ اٹھائی ۔ ہنگام عصر تھا ۔ امام علیہ السلام نے جس طرح سے نماز ادا فرمائی قلم اس کی تصویر کھینچنے سے یقیناً قاصر ہے لیکن اہل ایمان خود اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ لیکن مقصود صرف اتنا ہے کہ باوجود اس قدر مصائب و شدائد کے امام عالی مقام علیہ السلام نے اقامۃ الصلوٰۃ میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں فرمائی اور آخری وقت اپنے پیروؤں کو یہ پیغام دیا کہ دیکھو جس طرح میں نے اور میرے اصحاب و انصار نے انتہائی مصیبت و شدت کے وقت میں بھی نماز کو قائم رکھا ہے اور خدا کی یاد سے منہ نہیں موڑا ہے اس طرح تم پر بھی واجب ہے کہ نماز کی حفاظت کرتے رہنا اور خدا کی یاد سے ہرگز غافل نہ ہونا ۔ اقامۂ دین اور اقامۂ الصلوٰۃ دو اہم مقاصد تھے جن کی تکمیل میں امام علیہ السلام نے شہادت قبول کی ۔ لہذا حسینیوں کا ایمانی فریضہ ہے کہ وہ امام علیہ السلام کا تذکرہ کرتے وقت ان دو اہم مقاصد کو اپنی نگاہ میں رکھیں ۔ حسینیت ان ہی دو مقاصد کا دوسرا نام ہے ۔

اسلام کے دامن میں اور اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب ید اللہی اک سجدہ شبیری

تنظیم فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ سرمک کا اعزاز



اسلام آباد (اپنے نمائندے سے) تنظیم فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ سرمک عرصہ دس سالوں سے فلاحی کاموں میں مصروف ہے تنظیم کی کابینہ اور دیگر ممبران کی شب و روز محنت کی بدولت تنظیم نے اپنے عملی زندگی میں بہت سے فلاحی کام کئے ہیں اور اب بھی مزید بہتری کی طرف کوشاں ہے ۔ گزشتہ دنوں آل پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن کونسل نے تنظیم صوفیہ نور بخشیہ سرمک کو عمدہ کارکردگی کے اعتراف میں گولڈ میڈل سے نوازا ہے تنظیم کے صدر رجب سید حسین شاہ نے وصول کیا ۔ نمائندہ سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کسی بھی تنظیم کی کامیابی تنظیم کے اغراض و مقاصد کے مطابق عملی طور پر صدق دل اور خلوص سے کام کرنے پر منحصر ہے ۔ ہماری تنظیم کی کامیابی میں اہلیان علاقہ خلوص کارکنوں کا بڑا حصہ ہے اگر ان کی محنت اور لگن ساتھ نہ ہوتی تو اس کم عرصے میں تنظیم کو کامیاب کرانا مشکل ہوتا ۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

شاہ ہمدان کے سیاسی نظریات

قسط نمبر ۲ — کلیم اختر

حقیقت یہ ہے کہ ذخیرۃ الملوک "سیاست و تصوف" کا مجموعہ ہے چونکہ اسلام میں حکمرانی کے لئے خدا اور رسول اکرمؐ کی متابعت بنیادی اور لازمی ہے۔ اس لئے حضرت شاہ ہمدانؒ نے بادشاہوں اور صوفیوں دونوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے یہ کتاب لکھی ہے اور جس دور میں یہ ضبط میں تحریر لائی گئی جس کا

اوپر ذکر ہو چکا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ "ذخیرۃ الملوک" اس وقت کی ایک سیاسی و انقلابی کتاب بھی تھی۔ کیونکہ اس افراتفری میں سیاست۔ حکومت اور مذہب کی کشمکش سے خود حکمراں طبقہ بھی عاجز آگیا تھا اور بقول شاہ ہمدانؒ

"سلاطین و حکام متمنی تھے کہ میں کچھ تحریر کروں۔

مقصد یہ تھا وہ بھی کوئی راہ عمل چاہتے تھے اور اس گھپ اندھیرے میں روشنی کے خواہاں تھے۔ اور یہ سچی بات ہے کہ حضرت شاہ ہمدانؒ نے شاہوں اور عوام دونوں کو اپنے قول و عمل سے روشنی دکھائی۔

چونکہ اسلام میں دین و سیاست کے جدا جدا ہونے کا تصور نہیں ہے۔ اس لئے شاہ ہمدانؒ نے بھی اپنی کتاب میں دونوں میں ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ بھی اس نظریہ کے قائل رہے اور آپ کا یہ شعر تو زبان زد خواص و عام ہے کہ

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

حضرت شاہ ہمدانؒ نے ذخیرۃ الملوک کو دس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب ایمان کی شرائط و احکام سے متعلق ہے۔ پھر دینی شعار۔ حقوق عبودیت۔ نماز۔ زکواۃ۔ روزہ کو دوسرے باب میں رقم کیا ہے۔ تیسرے باب میں مکارم اخلاق اور حسن خلق کا تذکرہ ہے اور چوتھے باب میں والدین کے حقوق اولاد۔ اقرباء۔ خدام۔ احباب کے بارے میں ہدایات ہیں۔

اس کتاب کے جو باب سیاسیات کے حوالہ سے اہم ہیں وہ پانچواں اور چھٹا ابواب ہیں۔ ان میں صوری سلطنت۔ ولایت اور امارت۔ شرائط بادشاہی۔ فرائض حکومت کا بیان ہے۔ اور معنوی سلطنت۔ خلافت انسانی کے اسرار روحانی سیاست۔ جسمانی حکومت کی بہتری اور بربادی کی نسبت بحث کی گئی ہے اور اس انداز سے ہدایات دی گئی ہیں کہ ہر موضوع کو قرآن حکیم احادیث نبویؐ کی روشنی میں اجاگر کیا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب اکثر علمائے کرام اور اولیائے عظام کے علاوہ دانشوروں کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔

اور اس دور کے انداز تحریر کے مطابق اشعار۔ افکار۔ اور احادیث نبویؐ کو بڑی خوبصورتی سے موقع محل کے مطابق لکھا گیا ہے۔ کئی ناقدین کا کہنا ہے کہ اس کا اسلوب حضرت داتا گنج بخشؒ کی کشف المحجوب کی مانند ہے۔ اور کسی نے اسے شیخ سعدیؒ کی کتابوں کی مانند ادبی شاہکار کہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حکمرانوں اور عوام دونوں کے لئے ایک سیاسی کتاب ہے۔ حضرت شاہ ہمدانؒ کا سیاسی نظریہ جو اس کتاب سے واضح ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ حکمرانوں میں دو فراستوں اور حکمتوں کا ہونا ضروری ہے۔

(اول) فراست شرعی
(دوم) فراست حکمی

فراست شرعی کے لئے احکام خداوندی سے استنباط اجتہاد اور استدلال کر سکے اور اس کا ہر حکم پابند شریعت ہو۔ جبکہ فراست حکمی میں قیافہ شناسی اور عادات کو سمجھنا اور جاننا ضروری ہے۔ یعنی حکمران ماہر نفسیات بھی ہو۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کے سیاسی نظریہ کے چند اساسی اصول یہ ہیں۔

۱۔ بادشاہ خود کو رعیت سے الگ نہ جانے۔

٣۔ کھانے اور لباس میں خلفائے راشدین کا اقتدا کرے۔

٤۔ شرعی حکم کرنے میں نرمی کرے اور بلا وجہ سختی نہ کرے۔

٥۔ خلقت کی خوشنودی کے لئے حکم الٰہی میں سستی اور نرمی نہ کرے اور لوگوں کی خوشنودی کے واسطے خدا اور شرع کی مخالفت نہ کرے۔

٦۔ حکومت اور ولایت کے خطرات سے غافل نہ ہو۔

٧۔ صلحائے دین اور علمائے دین کی صحبت کا خواستگار ہو۔

٨۔ تکبر کے لئے خلقت کو اپنے واسطے بیزار نہ کر دے۔

٩۔ اپنے نوکروں۔ چاکروں کی خیانت سے غافل نہ ہو اور بھیڑیا صفت ظالموں کو بے چارے مظلوموں پر افسر نہ بنائے۔ جب ایک کا ظلم اور خیانت ظاہر ہو جائے تو اس کا مواخذہ کرے اور سزا دے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ بادشاہی رعب و داب میں سہل انگاری نہ کرے اور دولت مندوں کو نصیحت سے بھی اور خوف سے بھی راہ راست پر لائے۔

١٠۔ عقل مندی اور غور سے کام لے۔ بادشاہ اور حاکم پر واجب ہے کہ حوادث سے پیدا ہونے میں اور مختلف واقعات کے آغاز کو بڑی گہری نظر سے دیکھے۔

اس طرح رعایا کے حقوق و فرائض کے بارے میں بھی ایک بیس نکاتی اصول ہے اور ذمیوں کے حقوق کا بھی تذکرہ ہے جو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کے فلسفۂ سیاست کا نچوڑ انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

اچھی طرح جاننا چاہئے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھانا ایک مشکل کام ہے اور امور سلطنت سنبھالنا ایک دشوار امر ہے اور جب بادشاہ اور حاکم عدل اور انصاف پر عامل ہوں اور حدود شرع اور احکام دین کے جاری کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں تو وہ زمین میں نائب اور خدا کے برگزیدہ اور ظل اللہ اور خلیفۂ رحمان سے پکارے جاتے ہیں اور جب عدل اور احسان کا طریقہ چھوڑ دیں اور اللہ کے بندوں پر مہربانی نہ کریں اور نفس و ہوا کی پیروی کریں اور شرعی حدود کی اقامت میں عمداً غفلت اختیار کریں وہ نائب دجال اور دشمن خدا اور دشمن رسولؐ اور خلیفۂ شیطان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں شاہ ہمدانؒ نے ہر زمانہ کے لئے ایک خوبصورت اور قابل عمل روایت درج کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے شیخ حسن بصریؒ کو خط لکھا کہ مجھے عمرؓ بن خطاب کی خصلت سے اطلاع دیجئے۔ میں ان عادات پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ نے جواب میں لکھا کہ تو عمرؓ کے زمانہ میں نہیں ہے اور تیرے لواحق عمرؓ کے لواحقوں کی طرح نہیں ہیں اگر تو اس زمانے میں خلقت کے درمیان عمرؓ کی طرح رہے اور وہ کرے جو اس نے کیا تو عمرؓ سے اچھا ہو گا۔

آج دنیا اپنی عالمگیر بھلائی کے لئے مختلف نظریوں کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔ اور جدید سیاسی مفکرین اپنی فکری منازل طے کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ اسلام ہی عہد حاضر کی کلفتوں کو ختم کرنے کا ساماں رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عصر جدید میں سب سے زیادہ پذیرائی فکر اقبال کو ہو رہی ہے۔ جس نے یہ بات برملا کہی تھی۔

اب تیرا دور بھی آنے کو ہے اے فقر غیور
کھا گئی روح فرنگی کو ہوائے زر و سیم

ہماری دانست میں فقر غیور سے مراد افکار شاہ ہمدانؒ ہیں جو محرم اسرار شاہاں بھی تھے۔ اور جن کے دست و بازو نے قوموں کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم انسانیت کی رہنمائی کے افکار و نظریات شاہ ہمدانؒ سے استفادہ کیا جائے کیونکہ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں۔ وہ ویسا ہی ہے جو ساتویں صدی ہجری کا تھا۔ اور آج بھی امیر تیمور کے دیش سے سرخ آندھی اٹھ رہی ہے۔

فرنگی استعمار کسی اور شکل میں مشرق وسطیٰ کی جانب بڑھ رہا ہے۔

مسلمان ملک آپس میں دست و گریباں ہیں۔ مگر آج امت میں کوئی شاہ ہمدانؒ نہیں ہے جو ہمدان سے اٹھے اور مسلمانوں کے آپس کی جنگوں کو بند کرائے۔ اور آج کے دور کے فیروز شاہ تغلق اور شہاب الدین کے ہاتھوں سے تلواریں چھین لے اور محبت و اخوت کا درس عمل دے۔

(جاری ہے)

روح اور روحانیت

شکور علی انور فاضل عربی - بی - اے

روح شیطانی

روح انسانی اور اس کے ممکنہ مدارج بیان کرنے کے بعد ہم ایک اور روح کا تذکرہ کرتے ہیں جسے روح شیطانی کا نام دیا گیا ہے ۔ علمائے روحانیات اور دانشمندان عرفان اس صنف سے پوری طرح واقف ہیں ۔ روح شیطانی دراصل روح ملکی سے مستعار ہے جو بعد میں حادثۂ بغاوت یعنی امر الٰہی سے انحراف کے نتیجے میں مردود و ملعون قرار پا گئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت سے بھرپور اس آیت پر غور کیجئے فالھمھا فجورھا و تقواھا (سورۃ الشمس آیت ۸) اللہ تعالیٰ نے روح کو بدی اور پرہیزگاری دونوں الہام فرمائے ۔ نفس جب فسق و فجور کی طرف راغب ہوتا ہے تو یہ شیطانی روح سے قریب ہو جاتا ہے وہ انسان کو بدی کی طرف مائل کر کے صراط مستقیم سے بھٹکانے کا اہتمام کر رہا ہوتا ہے اور یہ کام دراصل شیطان مضل ہی کا ایک کارنامہ ہے جو بندے کے حق میں سراسر فتنہ و فساد ثابت ہوتا ہے ۔ دوسری طرف جب انسان کے اندر شیطانی روح کے مقابلے میں رحمانی روح کارفرما ہونے لگتی ہے تو اسے اعمال صالحہ کی بدولت جلا ملتی ہے ۔ ہدایت اور روشنی کے قویٰ کارگر ہو کر خیر و راحت کا باعث بنتے ہیں جس کے باعث بندہ اعمال خیر اور پرہیزگاری سے منسلک ہو جاتا ہے ۔ اور بدی سے کنارہ کش ہو جاتا ہے ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ انسانی طبیعت جو نفس اور جسم سے مربوط ہے جب سفلی عناصر کی طرف رغبت کرے تو روح شیطانی اس پر حکمران ہو جاتی ہے اور انسان اوصاف علوی سے عاری ہو کر دیو مضل کے ہاتھوں اسفل السافلین میں لڑھک جاتا ہے ۔ حق تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا ہے ثم رددناہ اسفل السافلین (سورۃ التین آیت ۴) یعنی پھر ہم نے اس کو نچلے طبقے میں پہنچا دیا ۔ اور یوں شیطان مردود کا یہ دعویٰ پورا ہو جاتا ہے ۔ لاغوین اجمعین الا عبادک المخلصین (سورۃ ص، آیت ۸۳) میں ضرور ان تمام انسانوں کو گمراہ کر دوں گا مگر تیرے مخلص بندے ہیں میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ روح شیطانی بندوں کے جسم و جان میں داخل ہو جاتی ہے ۔ اور نفسانی خواہشات اور غضبات شیطانی اعمال ہیں کیونکہ نفسانی اور غضبانی خواہشات طبعی طور پر آگ کے شعلوں کا حاصل ہیں۔

تا   کی   یک   آرزوی   خود   تمام

در   تو   صد   ابلیس   زاید   والسلام

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ۔ نفس امارہ کہ در شہر بدن داروغہ شیطان است صفت ناریہ برو غالب است (رسالہ نوریہ قلمی ص ۲۸)

نفس امارہ شہر بدن میں شیطان کا داروغہ ہوتا ہے اور اس پر ناری صفت غالب رہتی ہے۔

دوسری جگہ نفس امارہ کی اسی شیطانی صفت کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ اخلاق ذمیمہ شیطانی و سبعی و بہیمی نفس خبیث تا بصفات شیطانی گرفتار باشد امارہ است

(رسالہ نوریہ قلمی ص ۴)

نفس برے اخلاق ، شیطانیت ، درندگی اور بہیمیت میں مبتلا ہو جائے تو یہ نفس امارہ ہے۔

زبدہ میں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک قول یوں ہے۔

جان لے کہ شیطان ایک خوفناک آگ اور کھلا دشمن ہے کفر کی مانند اس کی سرشت ہی ظلمات کفر سے ہے ۔ وہ عظیم ہیبتناک وحشت رکھتا ہے جیسے سرکش غول ۔ وجد کی مدد نفس سے اور نفس کی شیطان سے ہوتی ہے اور ان تینوں کی اعانت کثرت غذا سے ہے ۔ اس لئے شیطان کہتا ہے کہ پیٹ بھرا ہوا آدمی نماز کے لئے آئے تو میں اسے گلے سے لگاتا ہوں اور اگر بھوکا آئے تو

تاریخ و معاشرت

قسط نمبر ۲
(گزشتہ سے پیوستہ)

بلتستان اور لداخ کے تعلقات

عبدالغنی شیخ لیہ لداخ

تبتی عہد حکومت میں بلتستان اور لداخ کے لوگ بدھ مت کے پیروکار تھے ۔چودھویں صدی کے آخری حصے میں صوفی بزرگ میر سید علی ہمدانی اسلام کا پیغام لے کر بلتستان اور لداخ تشریف لائے ۔ بلتستان میں ان کے پیغام کا اعادہ حضرت سید نور بخش اور حضرت میر شمس الدین عراقی نے کیا اور بلتستان کی آبادی کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔

آٹھویں صدی ہجری میں عرب جرنیل قتیبہ بن مسلم نے چینی ترکستان کے شہر کاشغر کو فتح کر لیا اور نویں صدی میں سارا وسطی ایشیا عربوں کے زیر تسلط آگیا۔

تبتی دور حکومت میں بلتستان بلتی یول اور لداخ مریول کے نام سے پکارے جاتے تھے جبکہ مغل مؤرخین نے انہیں تبت خورد اور تبت کلان کے ناموں سے یاد کیا ہے۔

بلتستان اور لداخ دونوں کے صدیوں تک وسطی ایشیا کے علاقوں سے تجارتی تعلقات رہے ۔ بلتستان ختن کے نزدیک تھا چنانچہ ۷۰۳ء عیسوی میں جب بلتستان اور ختن کے فرمانروا ایک لڑائی میں مارے گئے تو سکردو کے ولی عہد وجایہ ورمن نے دونوں ملکوں پر حکومت کی ۔ باور کیا جاتا ہے کہ اہل بلتستان ان دنوں ہندو دھرم کے پیروکار تھے ۔

بہت سے بلتی اور لداخی وسطی ایشیا میں جا کر آباد ہو گئے ۔ لداخ کے برطانوی جوائنٹ کمشنر رابرٹ شانے ایک وفد کے ہمراہ ۱۸۶۸ میں چینی ترکستان کا دورہ کیا تھا ۔ HIGH TARTARY YARKAND & KASHMIR نامی اپنی کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں "بہت سے بلتی یارقند کے نواحی علاقوں میں آباد ہو چکے ہیں جہاں وہ کاشتکاری کرتے ہیں اور تمباکو اور خربوزے اگاتے ہیں"۔

دسویں صدی میں بلتستان اور لداخ میں تبت کا عمل دخل ختم ہوا ۔ بعد کے ادوار میں سکردو، خپلو اور شگر طاقتور ریاستوں پر ابھرے جہاں مقامی حاکم حکومت کرتے تھے ۔ یہ حکمران ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے اور بسا اوقات ایک کمزور حکمران کو اپنی حکومت بچانے یا بحال کرنے کے لئے مغل حکمرانوں یا لداخی بادشاہوں سے بھی مدد لینا پڑتی تھی۔

گزشتہ ایک ہزار سالوں کے دوران بلتستان اور لداخ کے فرمانروا بھی ایک دوسرے سے برسرپیکار رہے ہیں اور اکثر ایک دوسرے کے علاقوں پر قابض بھی ہوتے رہے ہیں ۔ ان لڑائیوں میں کبھی ایک فریق کامیاب رہتا تھا اور کبھی دوسرا ۔ بلتی حکمران اکثر دہلی کے مغل بادشاہوں سے امداد لیتے رہے ہیں ۔ لیکن ان لڑائیوں کے باوجود خطے کے عوام کے دلوں میں کبھی رقابت اور دشمنی کے جذبات پیدا نہیں ہوئے اور ہمیشہ صلح اور دوستی کی راہ ہموار ہوتی رہی ۔ بلتستان اور لداخ کے شاہی خاندانوں میں آپس کی شادیاں بھی ہوتی رہی ہیں ۔ پورگیگ کے مسلمان حکمرانوں اور لداخی حکمرانوں کے آپس میں بھی خونی رشتے قائم ہوتے رہے ہیں۔

بلتستان نے علی شیر خان انچن جیسے جنگجو حکمران بھی پیدا کئے جنہوں نے ایک عظیم بادشاہت قائم کی ۔ گیالپو سنگے نمگیل بھی ایسا ہی لداخی فاتح تھا جو خپلو کے حاکم یبگو شیر غازی کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔

بلتستان اور لداخ کے محکوم ہو جانے کے بعد دونوں علاقوں کے لوگوں نے جنرل زورآور سنگھ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا مگر شکست سے دوچار ہوئے دونوں علاقوں کے باسیوں کو ناقابل بیان مصائب اور شدائد کا سامنا کرنا پڑا ۔ لداخ کے مفتوح حاکم تندوپ نمگیل کو زورآور سنگھ نے اسیر کر کے سکردو پہنچایا جہاں وہ چیچک کے مرض کا شکار ہو کر مر گئے بعد ازاں سکردو کے حکمران احمد شاہ اور اس کے بیٹے محمد علی خان کو تبت کے خلاف مہم زبردستی زورآور سنگھ کا ساتھ دینا پڑا ۔ ڈوگرا فوج

کی تباہی کے بعد انہیں تبت میں قید کیا گیا حمد شاہ تبتیوں کی قید میں زیادہ دیر زندہ نہ رہے اور تبت ہی میں راہی ملک عدم ہوئے

۱۸۹۹ء میں بلتستان اور گلگت کو ایک متحدہ سرحدی ضلع کا درجہ دے دیا گیا۔ دو برس کے ضلع لداخ کا قیام عمل میں آیا اور ایک ہی وزارت کے زیر انتظام لیہ، سکردو اور کرگل کی تحصیلیں قائم ہوئیں۔ سکردو اور لیہ وزیر وزارت کے سرمائی اور گرمائی مستقر تھے۔ وزیر ستمبر سے مارچ تک سکردو میں رہتا تھا اور اس کے بعد تین مہینے کرگل میں اور تین مہینے لیہ میں گزارتا تھا۔

ڈوگرا دور حکومت میں بلتستان اور لداخ کے عوام کی حالت کم و بیش یکساں تھی دونوں علاقوں میں گنتی کے لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ لیہ اور سکردو کے چند افراد کے پاس لاہور سے

اردو اخبار اور رسائل آتے تھے جبکہ ۱۹۴۷ء سے قبل سکردو میں دو تین غیر مقامی افراد کے پاس ریڈیو گرام موجود تھا۔ لداخ کی حالت بھی کم و بیش ایسی تھی۔

۱۸۹۲ء میں سکردو اور لداخ کے علاقوں میں ڈوگرا حکومت نے ایک ایک پرائمری سکول قائم کیا اور بعد ازاں ۱۸۷۵ء میں دونوں علاقوں میں ایک ایک سب پوسٹ آفس بھی قائم ہوا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اہل لداخ سکردو کو بلتستان اور یارقند کو چینی ترکستان کے ہم معنی سمجھتے ہیں۔ سید محمد عباس کاظمی کے نزدیک سکردو کے معنی بنجر اور غیر آباد علاقے کے ہیں۔ جبکہ اہل لداخ کے نزدیک سکر کے معنی ہیں گھرا ہوا اور دو کے معنی چٹان کے ہیں یعنی پہاڑوں اور چٹانوں میں گھری ہوئی سرزمین۔

لداخ کے واحد حریت پسند مجاہد منشی عبدالستار تھے جنہیں ڈوگرہ انتظامیہ نے تحریک آزادی میں حصہ لینے کے پاداش میں ۱۹۳۳ میں لیہ سے گرفتار کیا اور سکردو جیل میں ڈال دیا۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے مجھے بتایا کہ سکردو کے لوگ ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے اور وہ ان کی خاطر حکام سے الجھنے کے لئے بھی تیار تھے مگر انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا انہیں چھ مہینے کی قید کے بعد رہا کر دیا گیا تھا۔

۱۹۴۱ کی مردم شماری کے مطابق لیہ کی آبادی ۳۳۷۲ نفوس پر مشتمل تھی جب سکردو اور گلگت کی آبادی بالترتیب

۲۵۳۷ اور ۴۹۶۱ تھی۔ آج سکردو ایک بڑا قصبہ ہے اور لیہ کی آبادی بھی پندرہ ہزار نفوس سے متجاوز ہے۔

مہاراجوں کے دور حکومت میں ان علاقوں کے عوام کی فلاح و بہبود کا بہت کم خیال رکھا جاتا تھا۔ انہوں نے "ریس" کے نام سے ایک بیگار سسٹم کا آغاز کیا تھا جس کے تحت لوگوں سے سخت قسم کی جبری مشقت لی جاتی تھی۔ ریس نظام کے تحت ہر محلہ یا گاؤں کے لوگوں کو باربرداری کی مشقت کے علاوہ سرکاری افسروں کے لئے مفت خوراک بھی فراہم کرنی پڑتی تھی۔

علاقے کے لوگ انتہائی غریب تھے بلتستان کی حالت لداخ کی نسبت زیادہ ناگفتہ بہ تھی چنانچہ مولوی حشمت اللہ اپنی کتاب "تاریخ جموں لداخ اور بلتستان" میں لکھتے ہیں کہ "بلتستان کے لوگ لداخیوں اور کرگلیوں کی نسبت زیادہ غریب ہیں مگر وہ زیادہ شائستہ اور مہذب ہیں"۔

جی ایم ڈی صوفی اپنی کتاب "تاریخ کشمیر" میں لکھتے ہیں

"کشمیریوں کی غربت مشہور ہے لیکن سکردو اور شگر کے لوگوں کی حالت اس سے بھی گئی گزری ہے۔ چیتھڑوں میں ملبوس بلتی لکڑی کا گٹھا اٹھائے اسے فروخت کرنے کے لئے پھرتے رہتے ہیں اور اور دن بھر میں بمشکل کسی کے ہاتھ ڈیڑھ آنے میں اسے فروخت کر پاتے ہیں۔" وہ مزید لکھتے ہیں "یہ حالت اس امر کے باوجود ہے کہ خود میرے ذاتی مشاہدے کے مطابق سکردو اور شگر کے باغوں میں گل سڑ کر ضائع ہونے والی خوبانیاں کیلی فورنیا اور لاس اینجلس کے پھلوں سے رنگ، شکل اور نفاست میں کہیں بڑھ کر ہیں۔ خربوزے، سیب اور اس طرح کے قیمتی پھل رسل و رسائل کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں اور اس بڑی دولت کے باوجود یہاں کے لوگ غریب ہی رہتے ہیں"۔

اہل لداخ کی معاشی حالت بھی کچھ اس سے زیادہ مختلف نہیں تھی چنانچہ اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے اے این سپرو نے اپنی رپورٹ LADAKH ECONOMIC میں لکھا ہے "لداخ سے زیادہ سے قرضوں میں جکڑا ہوا ملک اور کہیں نہیں ہوگا دنیا کے اس غریب ترین علاقے میں سود کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ نہ صرف ساہوکار بلکہ حکومت بھی غلے کی فراہمی پر بھاری سود لیتی ہے"۔

ای ایف نائٹ نامی انگریز مصنف جنہوں نے ۱۸۹۱ میں لداخ کا دورہ کیا لکھتے ہیں "بلتی ایک بد قسمت اور مظلوم قوم ہیں گلگت روڈ سے قریب ہونے کی بنا پر ان لوگوں کو خطرناک راستوں پر بار برداری کے کام پر مجبور کیا جاتا ہے"۔

قدیم زمانے سے ہی لداخ اور بلتستان کے تجارتی روابط تھے۔ لداخ بلتستان سے مکھن، خشک خوبانیاں، اخروٹ، اور دولتوق اور دیگر خاص قسم کے پتھروں کے بنے ہوئے برتن درآمد کرتا تھا جبکہ لداخ سے بلتستان کو نمک، اون اور پشمینہ برآمد کیا جاتا تھا۔ مولوی حشمت اللہ کے بیان کے مطابق سکردو دستکاری اور حرفت میں گلگت اور لیہ سے زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ موسم سرما میں لداخ کے علاقہ لائن کے تاجر نمک اور اون بلتستان لے جاتے اور خشک میوہ جات، مکھن اور دولتوق کے برتنوں کے ساتھ ان کا تبادلہ کرتے۔ تقریباً ہر لداخی گھر میں دولتوق کے برتن ضرور ہوتے تھے اور وہ انہیں دھات کے برتنوں پر ترجیح دیتے تھے۔ جبکہ بلتستان کے لوگ خوردنی نمک کے لئے لداخ پر انحصار کرتے تھے۔ ایک لداخی کہاوت ہے "بلتی یا ژھا تو بھاچو قس" جس کے معنی ہیں "بلتی کو نمک ملنے کی طرح"۔

بلتی خشک شلجم اہل لداخ کے لئے لے آتے تھے چنانچہ ایک بلتی کہاوت لداخ میں بھی یوں مشہور ہے "چپ رہنے سے بہتر ہے شلجم چباؤ"۔ بلتی قافلے سردیوں میں شملہ اور ہندوستان کے پہاڑی علاقوں کا رخ کرتے تھے تو اپنے ساتھ بہت سی خشک خوبانی لے کر چلتے تھے جنہیں راستے میں بیچ کر وہ اپنا زاد راہ فراہم کرتے تھے۔

بہت سے لداخی مسلمان خاص کر کرگل کے لوگ دینی مقامات کی زیارت کے لئے کربلا معلیٰ، نجف اشرف اور ایران اور عراق کے دیگر شہروں کا رخ کرتے تھے۔ بہت سے طلباء ان ملکوں کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے تھے حصول تعلیم کے بعد وہ اپنے علاقوں میں واپس آتے اور لوگوں کی سماجی اور دینی زندگی پر گہرا اثر ڈالتے تھے۔ بلتستان میں بھی کم و بیش یہی صورت حال ہے۔

(جاری ہے)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱۔ نکاح سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۲۔ شادی رچائے مدت بیت جانے کے بعد طاقتور شوہر کی مردانہ قوت زائل ہو جائے تو کیا ہوگا؟

سوال نمبر۳۔ پبلک سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا دوش بدوش تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف رہنا کیسا ہے؟

سائل عبدالرحمان حسرت بلغاری
ایف جی ڈگری کالج سکردو

سوال نمبر۴۔ ایک فرض نماز کی ادائیگی کر چکنے کے بعد ایک شخص اسی دن کسی دوسرے خطہ ارض میں پہنچا تو وہاں پر ٹھیک اسی نماز کی اذان ہو رہی ہے جس کی ادائیگی وہ کر چکا ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر۵۔ اگر کئی افراد کسی حادثے میں ایک ساتھ دم توڑ گئے ہوں اور ان کی پہچان ممکن نہ ہوتی ہو تو ان سب کے لئے نماز جنازہ کیسے ادا کی جائے گی؟

سوال نمبر۶۔ کیا کوئی نماز گزار اپنے غیر ہم مسلک امام کا مقتدی بن کر اجتماعی ادائیگی کر سکتا ہے؟

سوال نمبر۷۔ کیا میاں بیوی کا ہم عقیدہ ہونا صحت نکاح کے لئے ضروری ہے؟

سائل عبدالرشید علوی
کرگل انڈیا

سوال نمبر۸۔ اذان صبح اور فرض صبح میں کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟

سوال نمبر۹۔ اپنے محلے کی مسجد میں عیدین کی نماز پڑھ چکنے کے بعد عیدگاہ پہ جا کر دوبارہ عیدین کی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر۱۰۔ اگر موذن اذان دینے کے بعد انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھ کر مسجد سے چلا جائے تو اجتماعی ادائیگی کے لئے اذان کے اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۱۱۔ انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی ادائیگی کر چکنے کے بعد کیا کوئی امام ٹھیک اسی فرض نماز کو دوبارہ لوگوں کے لئے اماماً بھی پڑھا سکتا ہے؟

سائل نائیک غلام حیدر
این ایل آئی سنٹر بونجی

جوابات

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
نکاح کا مرحلہ کئے جانے سے پہلے اگر کوئی شخص اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اگر وہ شخص پاکدامن اور پرہیزگار مومن ہو تو اس کے بالوں کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ اگر وہ اس قسم کا پرہیزگار آدمی نہ ہو تو بالوں کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ شرعاً یہ کام نکاح کے

مسنون آداب میں شامل ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مذکور کے بارے میں قدرے تفصیل سنئے کہ اگر کوئی شخص شادی رچانے سے پہلے ہی مردانہ قوت سے محروم ہو اور اس نے فریب کاری سے کام لیتے ہوئے اپنا عیب پوشیدہ رکھا ہو تو اس صورت میں اس کی منکوحہ بیوی کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ اس فریب کار کے ساتھ کیا گیا نکاح فسخ کر دے۔ گویا یہ صورت فسخ نکاح کا سبب ہے۔ اگر شادی رچانے کے بعد مدت دراز گزر چکی ہو پھر بد قسمتی سے شوہر مردانہ قوت سے محروم ہو گیا ہو تو یہ انسان کو لگنے والی ایک بیماری ہے۔ اس بیماری کا علاج کرنا اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کے علاج کے باوجود وہ نامرد ہی رہے تو بیوی کی مرضی کو دیکھا جائے گا۔ اگر بیوی شوہر کے نامرد ہونے کے باوجود اپنی اولاد کی خاطر شوہر کی بیوی بن کے رہنا پسند کرے تو ٹھیک ہے۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو تو وہ شرعی عدالت کے ذریعے طلاق لے سکتی ہے بشرطیکہ شوہر نامرد ہونے کے باوجود بیوی کو زبردستی اپنے ہاں روکے رکھنا چاہتا ہو جبکہ وہ اپنے علاج کی ناکامی کی وجہ سے مایوس بھی ہو چکا ہو۔ اسے اس صورت میں بیوی کو چھوڑ دینا ہی پڑے گا۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مخلوط تعلیم کا نظام ہے جو فرنگی استعمار کا ایجاد کردہ ہے

اسلام اس قسم کے مخلوط تعلیم کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس سے تعلیم کا اصل مقصد فوت ہونے کے ساتھ ساتھ فسق و فجور کو فروغ ملتا ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مذکور کی رو سے آدمی کی حالت میں تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ شرعی ضابطہ ہے کہ حالت کے بدلنے سے حکم بھی بدلتا ہے۔ ایک شخص پہلے ایک علاقے کا باشندہ تھا۔ اس نے اس علاقے میں ایک فرض نماز کا وقت کا وقت پا کر ایک فرض نماز کی ادائیگی کر لی۔ پھر وہ اسی وقت کسی دوسرے علاقے کی طرف کوچ کر گیا یا کسی دوسرے ملک میں چلا گیا۔ موجودہ دور کے تیز رفتار مواصلاتی رابطے کے نتیجے میں وہ اسی دن کسی دوسرے علاقے یا کسی دوسرے ملک میں پہنچا۔ وہاں پر ٹھیک اسی نماز کی اذان ہو رہی تھی جس کی ادائیگی وہ پہلی جگہ کر ہی چکا تھا۔ یہاں پر حالت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جائے گا۔ اس کو دوسری جگہ کا لحاظ رکھنا پڑے گا اور اسی نماز کی ادائیگی اس کے ذمہ پر لازم ہو گی بشرطیکہ اس کا قیام دوسری جگہ ایک عرصہ کے لئے یا مستقل طور پر ہو۔ اگر وہ اسی وقت فی الفور واپس اپنی پہلی جگہ جانے والا ہو تو اس کے ذمہ پر اس نماز کی ادائیگی لازم نہیں ہو گی۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر ایسی صورت حال ہو تو ان سب کے لئے ایک اجتماعی نماز جنازہ کی بجاآوری کی جائے گی گویا ایک ہی نماز سب ہلاک شدگان کے لئے کافی ہو گی۔

نیت یوں ہو گی۔

اصلی صلوٰۃ الاموات الحاضرۃ جمیعاً لوجوبھا قربۃً الی اللہ۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

غالباً اس قسم کا سوال پہلے شماروں میں بھی آچکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ امام اور ماموم میں معنوی ہم آہنگی ضروری ہے۔ اگر معنوی طور پر ہم آہنگی کا فقدان ہو تو وہ مقتدی بننا پسند نہ کرے تاکہ نماز میں اہم ترین عبادت کی بجاآوری سے آدمی حقیقی معنوں میں سبک دوش ہو سکے اور اسے اخروی پھل بھی ملے۔

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

دائرہ اسلام میں ہونا مسلمانوں کے لئے صحت نکاح کی شرط ہے۔ دائرہ اسلام کے اندر مسلک کے تفاوت سے صحت نکاح پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔ شرعاً حقوق ضروری ہو گی۔ ایک دائرہ اسلام میں داخل ہو اور دوسرا دائرہ اسلام سے باہر ہو تو شریعت محمدیہ کی رو سے ان کے آپس میں نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔

مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط باب نکاح کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

پو پھٹتے ہی نماز صبح کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اگر اذان ہو

پھٹنے پر دی جائے تو دو رکعت نماز سنت صبح کی بجا آوری کی مقدار کا وقفہ کرے پھر فرض صبح ادا کرنے لگ جائے۔ اگر پو پھٹنے سے پہلے اذان دی ہو تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ اس صورت میں پو پھٹنے پر نماز فرض صبح ادا کی جائے گی۔ تاہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شرکت کو یقینی بنانے کے لئے مزید مناسب وقفہ کرنا جائز ہے تاکہ درمیانے وقت کا ثواب مل سکے۔ یعنی صلوٰۃ وسطیٰ پا سکے۔

جواب نمبر ۹۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ عیدین کی نماز پہلے جس جگہ پڑھی گئی ہو وہی کافی ہے۔ کسی دوسری عیدگاہ پر جا کر دوبارہ عیدین کی نماز کا پڑھنا بے سود ہے۔

جواب نمبر ۱۰۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی اجتماعی ادائیگی کے لئے اذان اور اقامت دونوں فرض کفایہ ہیں۔ گویا ایک موذن کی اذان اور اس کی اقامت اجتماعی ادائیگی کرنے والے جملہ نماز گزاروں کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ اگر موذن اذان دے چکنے کے بعد اپنی فرض نماز انفرادی طور پر پڑھ کر باہر چلا جائے تو اجتماعی ادائیگی کے لئے اذان کا اعادہ ضروری ہے۔ لہذا ایسی صورت حال درپیش ہو تو اذان پھر سے دی جائے اور پھر اقامت پڑھی جائے۔ اگر اذان کا اعادہ اس صورت میں نہ کیا جائے تو ایک واجب حکم کا ترک کرنا لازم آئے گا۔ اس سے اجتماعی عبادت گزاری میں نقص پیدا ہو گا۔

جواب نمبر ۱۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

شریعت محمدیہ کی رو سے ایسا کرنا ماموم بننے والے کے لئے کافی ہے۔ امام کے لئے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

بقیہ۔ فلسفہ شہادت اور ہم

جان جان آفرین کے سپرد کرتے ہیں۔ حضرت امام علی زین العابدین عبادت گزار کے امام ہیں جنہیں سید السجاد کا لقب ملا اور علیٰ ھذا القیاس تمام ائمہ معصومین متقین، عابدین، صالحین، مصلین، صائمین، سالکین اور متصوفین کے امام ہیں۔ ان سب کا بنیادی امتیازی نشان عبادت ہے۔ یہ جاہلوں، فاسقوں، بے نمازوں اور ریاکاروں کے امام نہیں ہیں۔ پس حسینیت عبادت الہی، اقامت دین اور اقامت صلوٰۃ سے عبارت ہے۔ اور محبت حسین علیہ السلام کے تمام سچے دعوے داروں کو چاہئے کہ وہ اسوہ حسینی علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے سب سے زیادہ اہتمام جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے اور اقامت صلوٰۃ کے اہتمام میں اپنی زندگی گزاریں اور اپنی موت کو گلے سے لگائیں۔

السلام متقین کے امام ہیں جن کی شہادت محراب مسجد میں واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مصلین کے امام ہیں کہ وقت اذان آپ کے روئے مبارک کا رنگ خشیت الہی سے متغیر ہو جاتا ہے۔ شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام صوفیاء اور اہل صبر و صلوٰۃ کے امام ہیں جو سجدے کی حالت میں

عشرہ محرم مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا

اسلام آباد (اپنے نمائندے سے) ملک بھر میں عشرہ محرم الحرام مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقع پر ملک کے مختلف حصوں میں امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ اور شہداء کربلا کی اسلام اور حق و صداقت کی بقا کیلئے عظیم قربانی پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ دسویں محرم کو ملک کے مختلف حصوں میں جلوس نکالا گیا۔ اسلام آباد میں مسجد صوفیہ زرگشیہ میں عشرہ محرم سے خطیب مولانا محمد ... نے خطاب کیا۔ انہوں نے فلسفہ شہادت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ظالم قوت کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا اور مصلحت پسندی کے حق سے دستبردار نہ ہونا فلسفہ شہادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواسہ رسول نے اپنے لہو سے حق کا چراغ

روشن کیا اور انہوں صلوٰۃ کی حمت اور قربانی کو بچایا۔ انہوں نے کہا کہ اسوہ شبیری پر عمل پیرا ہو کر نجات انسانی کا واحد ذریعہ ہے اور امام عالی مقام کا درس کربلا قیامت مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے اگر امام عالی مقام کربلا میں شہادت نوش نہ فرماتے تو آج حق و باطل کا فرق دنیا کے سامنے نہ ہوتا۔ مولانا غلام تقی نے اپنے خطاب میں کربلا میں معصوم بچوں نے بھی دین اسلام اور حق و صداقت کیلئے قربانی پیش کر کے دنیا میں واحد مثال قائم کر دی۔ انہوں نے عوام پر زور دیا کہ وہ اپنی اولاد کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں تاکہ حق و باطل اور صحیح و غلط کی تمیز کر سکیں۔ ممتاز امام دین علامہ محمد بشیر نے کہا واقعہ کربلا اچانک پیش نہیں آیا بلکہ اس کیلئے یزید کی طرف سے حالات پیدا کئے گئے ورنہ اس واقعہ سے بچنے کیلئے بہت سے راستے موجود تھے مگر لشکر یزید امام عالی مقام اور اس کے خاندان کو کسی صورت میں چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھا ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے کئی دن تک پانی بند کیا گیا اور انسانیت کی توہین کی گئی مگر ان ... کی تعداد اس لشکر یزید کو خاندان رسالت کے چند جانثاروں پر فتح نصیب نہیں ہوئی بلکہ دائمی شکست ان کا مقدر بنی یہی وجہ ہے کہ آج امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ اور شہداء کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے مگر یزید کا نام کوئی نہیں لیتا۔

دنیائے تصوف کی خبریں

مولوی محمد انور

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے سالانہ نتائج

۳ اپریل ۱۹۹۸ کو مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے سالانہ امتحانی نتائج کے سلسلے میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں بڑی تعداد میں اہل نوربخشیہ نے شرکت کی۔ مدرسہ کے پرنسپل مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب فاضل عربی، ایم۔ اے نے سالانہ نتائج کا اعلان کیا۔ ان نتائج کے مطابق نمایاں پوزیشن لینے والے طلباء کے نام یہ ہیں۔

درجہ اولیٰ

عابدین۔ اول
فرمان علی۔ دوم

درجہ ثانی

علی خان۔ اول
سید سلطان محمد۔ دوم

درجہ ثالث

غلام حسن۔ اول
محمد نسیم۔ دوم

اس تقریب کی صدارت حاجی محمد علی سرسیکی صاحب نے کی حاجی محمد کاظم مظفرآبادی کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ قاری غلام رسول صاحب کی تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا۔ حبیب اللہ نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ مدرسہ کے مہتمم جناب دولت علی تھلوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مدرسہ شاہ ہمدان اہل نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ اللہ کے فضل وکرم اور ملت نوربخشیہ کے بے مثال تعاون اور اساتذہ کرام کی جدوجہد کی بدولت آج یہ مدرسہ ایک مستحکم دینی ادارے کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدرسہ میں دینی علوم کے علاوہ مروجہ تعلیم کا بھی بندوبست ہے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اکثر طلباء نے میٹرک اور ایف اے کے امتحان بھی پاس کئے ہیں۔ انہوں نے مدرسہ کی موجودہ عمارت کو ناکافی قرار دیتے ہوئے طلباء کی رہائش کے لئے ایک نئے بلاک کی تعمیر پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ نئے سال کے داخلے شروع ہوچکے ہیں اس میں اہل اور موزون طلباء کو داخلہ دیا جائے گا تاہم باہر کے ممالک خصوصاً لداخ، کرگل اور نوبراہ سے آنے والے طلباء کو ترجیحی بنیاد پر داخلہ دیا جائے گا۔

مدرسہ کے پرنسپل جناب مولانا محمد ابراہیم فیضی نے کہا کہ مدرسہ کے سالانہ امتحان کے پرچوں کی جانچ پڑتال اور نمبراندازی نوربخشیہ کے جید علماء کے بورڈ نے کی ہے جس میں مفتی اعظم حاجی محمد عبداللہ صاحب، جناب مولانا عبدالحمید صاحب فاضل عربی ایم۔ اے بی ایڈ، جناب سید نواز حسین صاحب فاضل عربی۔ ایم۔ اے، جناب مولانا عبدالرحیم صاحب فاضل عربی۔ ایم۔ اے بی ایڈ، مولانا غلام محمد تھلوی صاحب اور مولانا غلام حسن حسنو صاحب فاضل عربی۔ ایم۔ اے کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اس عمل میں مدرسہ ہذا کے فاضل اساتذہ کرام بھی شامل رہے ہیں۔ انہوں نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ مدرسہ کے نظام تعلیم کو جدید خطوط پر استوار کیا جائے گا۔ انہوں نے مخیر حضرات خصوصاً سکردو کے ملازمین کا شکریہ ادا کیا کہ جن کے تعاون سے یہ مدرسہ علم وآگاہی کی منزل کی طرف طلباء کو محوسفر رکھنے میں کامیاب ہے۔

حاجی درویشی صاحب نے طلبا کو مشورہ دیا کہ مکتب کو اپنا وطن سمجھیں اور کتاب کو اپنا رفیق اور دوست۔

حاجی محمد کاظم صاحب نے اپنے خطاب میں طلباء پر زور دیا کہ وہ یقین کامل کے ساتھ تحصیل علم کر کے مذہب صوفیہ

نوربخشیہ کے حقیقی وارث بن جائیں اور تصوف کا علم سارے عالم میں اونچا کریں۔ انہوں نے مدرسے کے لئے دس ہزار روپے دینے کا اعلان کیا اور پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو ایک ایک ہزار روپے دینے کا بھی اعلان دیا۔

صدر جلسہ حاجی محمد علی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ اس مدرسہ کے طالب علم جب خانقاہ صوفیہ میں خطبہ دیتے ہیں تو وہ اپنی عالمانہ تقریر سے سامعین کو مسحور کر لیتے ہیں اور ان سے داد تحسین وصول کرتے ہیں۔ انہوں نے داخلے کے لئے میرٹ کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے مدرسہ کے لئے پندرہ ہزار روپے اور قاری صاحب اور طلباء کے لئے انعامات کا اعلان کیا۔

آخر میں خانقاہ معلیٰ سکردو کے بزرگ خطیب و پیش امام اخوند محمد حسین صاحب نے اپنے دعائیہ خطاب میں کہا کہ علم انسان کے رتبہ کو بڑھاتا ہے۔ انہوں نے عالم اسلام کی یک جہتی اور صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔

الطاف حسین
سکریٹری نشرواشاعت
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

تنظیم محبان آل رسولؑ صوفیہ نوربخشیہ تھگس کا اجلاس

۲۷ مارچ ۱۹۹۸ کو جمعۃ المبارک کے روز تنظیم محبان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب صوبیدار غلام حیدر منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیم کے عہدیداروں کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں گاؤں کے مسائل، تنظیمی اور مذہبی امور پر غور و خوض ہوا۔ اہل مجلس نے مذہب حقہ کے اندر اتحاد و اتفاق کی ضرورت پر زور دیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے مذہبی منافرت پھیلانے والے علماء و مقررین سے ہشیار رہنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ایسے علماء سے اپیل کی گئی کہ وہ عوام الناس کے درمیان اتحاد و اتفاق اور اخوت و محبت کی ترویج کرتے ہوئے اہل مسلک کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور تصوف کے اعمال و عبادات کے احیاء کی خاطر اپنی صلاحیتیں وقف کریں۔ اس موقع پر کابینہ کی تشکیل بھی ہوئی۔ منتخب عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

صدر۔ ریٹائرڈ صوبیدار غلام مہدی صاحب
نائب صدر۔ سید علی صاحب
جنرل سکریٹری۔ اخوند ابراہیم صاحب
ڈپٹی جنرل سکریٹری۔ سید نثار علی صاحب
سکریٹری نشرواشاعت۔ محمد ابراہیم صاحب
ڈپٹی سکریٹری نشرواشاعت۔ غلام حیدر ربانی صاحب
رابطہ سکریٹری۔ صوفی غلام حسن صاحب
ناظم اجلاس۔ غلام علی ولد عبداللہ صاحب
نائب ناظم اجلاس۔ صوفی محمد جان صاحب
پبلسٹی سکریٹری۔ محمد ایوب صاحب
جوائنٹ سکریٹری۔ ریٹائرڈ حوالدار شیر علی صاحب
ڈپٹی جوائنٹ سکریٹری۔ اخوند عباس صاحب

فنانس سکریٹری۔ صوفی رستم صاحب
ڈپٹی فنانس سکریٹری۔ اخوند ابراہیم صاحب

رپورٹ
غلام حیدر ربانی
ڈپٹی سکریٹری نشرواشاعت
تنظیم محبان آل رسولؑ صوفیہ نوربخشیہ
تھگس بلتستان

سکمہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کی تقریب حلف برداری

سکمہ اسٹوڈنٹس فیڈریشن مقیم کراچی کی سالانہ میٹنگ سکمہ ہاؤس منظور کالونی محمود آباد میں منعقد ہوئی جس کی صدارت سابق صدر انور علی صاحب نے کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد تقریب میں سب طلباء نے باری باری اظہار خیال کیا۔ طلباء نے اتفاق رائے سے نئی کابینہ بھی تشکیل دی۔ کابینہ کے ارکان کے نام یہ ہیں۔

صدر۔ سید انور حسین صاحب
نائب صدر۔ محمد باقر

جنرل سکریٹری ۔ عبدالحمید
فنانس سکریٹری ۔ عبدالحمید آتش
آفس سکریٹری ۔ غلام مہدی
رابطہ سکریٹری ۔ شیر محمد

رپورٹ
شیر محمد
سکریٹری نشرواشاعت

باقرپی گون میں NYF کا قیام

۲۷ مارچ ۱۹۹۸ کو باقرپی گوند میں غلام مہدی یبگو کے زیر صدارت این وائی ایف کا ایک اہم اجلاس ہوا جس میں علاقے کے عوام اور نوجوانوں نے شرکت کی ۔ یبگو صاحب نے نوجوانوں کو این وائی ایف کے منشور اور اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا ۔ اور مندرجہ ذیل نوجوانوں پر مشتمل ایک کابینہ بھی قائم کی گئی ۔

اختر حسین ۔ اخلاق حسین ۔ علی خان ۔ گلزار حسین ۔ محمد نواز ۔ غلام نبی ۔ غلام محمد ۔ عابد حسین ۔ اعجاز حسین ۔ عبدالقیوم ۔

عبدالقیوم
سکریٹری نشرواشاعت
این وائی ایف باقرپی گند

انجمن محفظ اہل یوچنگ پنڈی اسلام آباد برانچ کا قیام

۲۰ مارچ ۱۹۹۸ کو راولپنڈی اسلام آباد میں مقیم اہل یوچنگ کا ایک اجلاس جناب بابو محمد یونس خان صاحب یوچنگوی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں انجمن ہذا کی پنڈی اسلام آباد شاخ کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ جناب صدر انجمن محمد یونس خان صاحب نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اہل یوچنگ کے حقوق کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا ۔ کابینہ کے ارکان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں ۔

چیرمین ۔ جناب بابو محمد یونس خان صاحب

صدر ۔ اخوند ناصر علی صاحب
نائب صدر ۔ محمد حسین جنرل سکریٹری ۔ غلام حسن سیفی
ڈپٹی جنرل سکریٹری ۔ درویش علی
فنانس سکریٹری ۔ محمد بشیر نوازی
نشرواشاعت سکریٹری ۔ نور محمد نورانی

این وائی ایف کی یونٹ سازی

یکم مارچ ۱۹۹۸ کو گربونگ خسیر گرونگ کو نوا میں این وائی ایف کے یونٹ کے قیام کے سلسلے میں یبگو غلام مہدی صاحب کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی سابق چیرمین میونسپل کمیٹی محمد یوسف صاحب تھے ۔ اس جلسہ میں محمد اکرم صاحب کو نیا صدر منتخب کیا گیا جبکہ نو منتخب کابینہ کے دیگر ارکان کے نام یہ ہیں ۔

غلام حسین دلشاد ۔ کفایت علی ۔ محمد ابراہیم ۔ شیر حسین ۔ غلام مہدی ۔ غلام نبی ۔ محمد جمیل ۔ محمد ایوب قریشی ۔ محمد خان ۔

منجانب
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن
خسیر گریونٹ خپلو

مولانا رضا صاحب کو صدمہ

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے سرکولیشن مینیجر مولانا محمد رضا ضیاء صاحب اور جناب صوبیدار محمد اسماعیل عاصی صاحب کی والدہ محترمہ رضائے الہی سے انتقال فرما گئی ہیں ۔ جملہ اہل نوربخشیہ نے جناب مولانا صاحب اور ان کے برادر بزرگوار سے تعزیت کا اظہار کیا ہے ۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں سیکڑوں افراد نے مولانا صاحب سے اظہار تعزیت کیا ۔ تمام اراکین ادارہ نوائے صوفیہ مولانا محمد رضا سے خصوصی طور پر شراکت غم کا اظہار کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب اور ان کے برادر بزرگوار کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنی رحمتوں کے سائے میں جگہ عطا فرمائے ۔



مظاہر عباس ولد محمد دین نے ICB اسلام آباد سے
پہلی جماعت کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔



محمد جعفر ولد صوفی غلام علیؒ نے ایف جی پرائمری
سکول ۳۱ جی ۱۰-۲ سے جماعت پنجم کے امتحان میں
تیسری پوزیشن حاصل کی۔



شاکر حسین ولد محمد رضا بٹروتیا ایف جی پرائمری
اسکول نمبر ۳۶ جی ۹-۲ اسلام آباد سے جماعت سوم
کے امتحان میں چوتھے نمبر پر رہے۔

۱۔ حمدہ بانو ولد محمد علی مونیا نے ایف جی پرائمری اسکول ۲ جی ۶-۱-۱ اسلام آباد سے جماعت دوم میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

۲۔ فضہ بانو ولد محمد علی نے ایف جی پرائمری اسکول ۲ جی ۶-۱-۱ سے جماعت چہارم میں اپنے کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

۳۔ شبانہ بشیر ولد علامہ محمد بشیر مدیر نوائے صوفیہ نے ایف جی پرائمری سکول ۲ جی ۶-۱-۱ سے دوسری جماعت کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

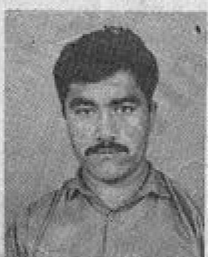
مجلس شہود کے زیر عنوان اس مہینے ان اہل تصوف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جو شارجہ متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں۔ یہ سب حضرات صوفیہ نوربخشیہ کے مخلص کارکن اور ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے پرستار ہیں۔



حاجی عیسیٰ صاحب شارجہ یو اے ای



عبداللطیف صاحب شارجہ یو اے ای



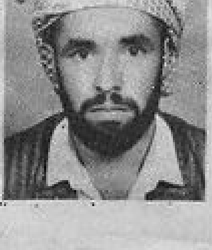
کاچو ظہیر صاحب شارجہ یو اے ای



ابراہیم کمال صاحب شارجہ یو اے ای







جنرل سکریٹری - عبدالحمید
فنانس سکریٹری - عبدالحمید آتش
آفس سکریٹری - غلام مہدی
رابطہ سکریٹری - شیر محمد

رپورٹ
شیر محمد
سکریٹری نشرواشاعت

باقرپی گون میں NYF کا قیام

۲۷ مارچ ۱۹۹۸ کو باقرپی گوند میں غلام مہدی یگو کے زیر صدارت این وائی ایف کا ایک اہم اجلاس ہوا جس میں علاقے کے عوام اور نوجوانوں نے شرکت کی - یگو صاحب نے نوجوانوں کو این وائی ایف کے منشور اور اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا - اور مندرجہ ذیل نوجوانوں پر مشتمل ایک کابینہ بھی قائم کی گی -

اختر حسین - اخلاق حسین - علی خان - گلزار حسین - محمد نواز - غلام نبی - غلام محمد - عابد حسین - اعجاز حسین - عبدالقیوم -

عبدالقیوم
سکریٹری نشرواشاعت
این وائی ایف باقرپی گند

انجمن تحفظ اہل یوچنگ پنڈی اسلام آباد برانچ کا قیام

۲۰ مارچ ۱۹۹۸ کو راولپنڈی اسلام آباد میں مقیم اہل یوچنگ کا ایک اجلاس جناب بابو محمد یونس خان صاحب یوچنگوی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں انجمن ہذا کی پنڈی اسلام آباد شاخ کا قیام عمل میں لایا گیا - جناب صدر انجمن محمد یونس خان صاحب نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اہل یوچنگ کے حقوق کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا - کابینہ کے ارکان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں -

چیرمین - جناب بابو محمد یونس خان صاحب
صدر - اخوند ناصر علی صاحب
نائب صدر - محمد حسین جنرل سکریٹری - غلام حسن سیفی
ڈپٹی جنرل سکریٹری - درویش علی
فنانس سکریٹری - محمد بشیر نوازی
نشرواشاعت سکریٹری - نور محمد نورانی

این وائی ایف کی یونٹ سازی

یکم مارچ ۱۹۹۸ کو گریونگ خسیر گرونگ کونوا میں این وائی ایف کے یونٹ کے قیام کے سلسلے میں یگو غلام مہدی صاحب کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی سابق چیرمین میونسپل کمیٹی محمد یوسف صاحب تھے - اس جلسے میں محمد اکرم صاحب کو نیا صدر منتخب کیا گیا جبکہ نو منتخب کابینہ کے دیگر ارکان کے نام یہ ہیں -

غلام حسین دلشاد - کفایت علی - محمد ابراہیم - شیر حسین - غلام مہدی - غلام نبی - محمد جمیل - محمد ایوب قریشی - محمد خان -

منجانب
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن
خسیر گریونٹ خپلو

مولانا رضا صاحب کو صدمہ

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے سرکولیشن مینیجر مولانا محمد رضا ضیاء صاحب اور جناب صوبیدار محمد اسماعیل عاصی صاحب کی والدہ محترمہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئی ہیں - جملہ اہل نوربخشیہ نے جناب مولانا صاحب اور ان کے برادر بزرگوار سے تعزیت کا اظہار کیا ہے - جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں سیکڑوں افراد نے مولانا صاحب سے اظہار تعزیت کیا - تمام اراکین ادارہ نوائے صوفیہ مولانا محمد رضا سے خصوصی طور پر شراکت غم کا اظہار کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ مولانا صاحب اور ان کے برادر بزرگوار کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنی رحمتوں کے سائے میں جگہ عطا فرمائے -

قارئین کے خطوط

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کی مرکزی کمان نے ۱۸ جنوری ۱۹۹۸ کو ایک تاریخ ساز مظاہرے کا اہتمام کیا جس کی تفصیل کراچی کے سب کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہوئی۔ تمام نوجوانان ملت خصوصاً ایم یحییٰ خپلوی، غلام مرتضیٰ، اور ایم بشیر سکساوی نے اس مظاہرے کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ گزارش ہے کہ ان اخباری تراشوں کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔ ہم سب کی منزل ایک ہے اور ہمیں قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہیے۔ براہ کرم نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی رپورٹوں کو کمی بیشی کے بغیر شائع کریں۔

مجاہد حسین کاوش
منگھوپیر کراچی

جواب۔ جناب کاوش صاحب۔ ہم ہمیشہ سے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی رپورٹوں کو خصوصی اہتمام کے ساتھ شائع کرتے رہے ہیں۔ البتہ رسالے کے صفحات کم ہونے کی وجہ سے اختصار سے کام لئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ارسال کردہ تراشے اشاعتی شعبہ کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔

گزشتہ دنوں ماسٹر حشمت اللہ صاحب کی وساطت سے نوائے صوفیہ پڑھنے کو ملا تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ مذہب حقہ میں اتنے عظیم علمائے کرام بھی موجود ہیں۔ اس سے قبل ہم بے خبری کی زندگی گزار رہے تھے۔ اب تو ایک دو سالوں سے ہماری کتابیں بھی دستیاب ہیں۔ حقیر کے نام بھی نوائے صوفیہ ارسال کریں۔ چند سوالات ارسال ہیں مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

غلام محمد ولد غلام علی
دراس کرگل

جواب۔ آپ نے جس کتاب کا نمونہ بھیجا تھا وہ دستیاب نہیں ہو سکی ہے۔ آپ کے مسائل اور حل، کو اگر کتابی شکل مل گئی تو ضرور ارسال کریں گے۔ سوالات علامہ صاحب تک پہنچا دیئے گئے ہیں۔

نوائے صوفیہ اب تک مانگ کر پڑھتا رہا ہوں مگر رسالے کی عالمگیر حیثیت اور افادیت کے پیش نظر خود بھی مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں لیکن ایک غریب طالبعلم ہونے کی حیثیت سے فی الحال اس سعادت سے محروم ہوں۔ ہمارے گاؤں میں اکثر نوجوانوں کو رسالہ مل رہا ہے۔ چند سوال پیش خدمت ہیں۔

ابراہیم علی شامی
نوبراہ

جواب۔ آپ کے سوالات بھی علامہ صاحب کے حوالے کر دیئے ہیں۔ انتظار کیجئے۔

تمام پاکستانی نوربخشی بھائیوں کو السلام علیکم۔ گزارش ہے کہ نومبر ۱۹۹۷ سے رسالہ ملنا بالکل بند ہو گیا ہے۔ بندہ روزانہ ڈاک خانہ جا کر مایوس لوٹتا ہوں اگر ایسی ہی صورت حال رہی تو میں پاگل ہی نہ ہو جاؤں اگر کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ ہاں اپنے گاؤں کے چند لڑکوں کو دینی علوم کے لئے وہاں بھیجنا چاہتا ہوں۔ چند سوالات ارسال خدمت ہیں۔

غلام محمد صوفی
نوبراہ ٹیا قشی

جواب۔ جناب صوفی صاحب۔ نیک جذبات کا شکریہ اور آپ کی تکلیف کے لئے معذرت خواہی۔ عرض یوں ہے کہ ہم رسالہ آپ کو ہر ماہ باقاعدگی سے بھیج رہے ہیں۔ نہ ملنے کی وجوہات آپ ڈاک کے اہل کاروں سے بہتر معلوم کر سکتے ہیں غالباً موسم سرما میں راستے بند ہو جانے سے ایسا ہوتا ہو گا۔ آپ جتنے لڑکے بھی تعلیم

کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں بھیج دیں اس سلسلے میں مدرسہ شاہ ہمدان کی انتظامیہ کئی بار پہلے بھی پیش کش کر چکی ہے۔

اس سے قبل بھی چند خطوط ارسال کئے تھے۔ مجھے اکتوبر سے رسالہ آنا بند ہو گیا ہے۔ میں بہت پریشان اور بے چین ہوں اگر سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے تو وہ فوراً ارسال کروں گا۔ تمام صوفی بھائیوں کو سلام۔



محمد علی عشور پا نوبراہ

محمد علی ولد علی
ایل ایس اے انڈیا

جواب۔ محمد علی صاحب آپ کو بھی رسالہ باقاعدگی سے بھیج رہے ہیں نہ ملنے کی وجوہات کا علم نہیں ہے۔ ہم نے کتابیں انجمن فلاح وبہبود صوفیہ نوربخشیہ بقدانگ کے نام بھیجنے کا انتظام کیا ہے۔

آپ لوگ خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ ملت نوربخشیہ کی ترقی کے لئے بے لوث خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ نوائے صوفیہ ہماری دلی خواہشات اور جذبات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ ہم نوجوانان متحدہ عرب امارات آپ سے ہر طرح کے تعاون کے لئے تیار ہیں۔ نوائے صوفیہ میں خانقاہ شاہ ہمدان کے نذر آتش کئے جانے کے واقعے کے خلاف بھرپور احتجاج دیکھ کر جذبہ ایمانی تازہ ہوا۔ آپ لوگوں نے نوائے صوفیہ کی وساطت سے اس مسلک کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

عبدالخالق نمائندہ
نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ
متحدہ عرب امارات

نوائے صوفیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ تمام مضامین بہت پسند آئے۔ نوائے صوفیہ نوربخشی قوم کے درمیان یک جہتی کی علامت بن کر ابھر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقی دے۔

سجاد حسین طالبعلم
جی ۱۶/۱۔ اسلام آباد

اسلام آباد کے بارونق شہر سے پھوٹنے والا چشمہ نور ہم جیسے دور دراز مقامات کے رہنے والے تشنہ لبوں کو بھی سیراب کرنے کا ذریعہ ہے۔ نوائے صوفیہ کے تمام مضامین خاص کر علامہ صاحب کے مضامین کا جواب نہیں۔ یہ رسالہ تمام کلمہ گو مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا راہنما ہے۔

عباس علی نیوٹن
آزاد کشمیر یونیورسٹی

نوائے صوفیہ میرا پسندیدہ جریدہ ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کے اس دور میں یہ رسالہ دین کے پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا رہا ہے۔

یعقوب علی خان
نوری محلہ تھنگ سکمہ

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں۔ رسالے کو انٹرنیشنل بنانے پر غازی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ لداخی بھائیوں کو سلام۔

سید خادم حسین سکساوی
چھور بٹ کراچی

نوائے صوفیہ میرا استاد ہے۔ اس سے میں جملہ دینی اور دنیاوی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتا ہوں۔ یہ رسالہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہے۔ انشاء اللہ اس کے شیدائی دین کے نام پر نفرت پھیلانے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

جاوید ابدالی
گلاب پور شگر

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اور اس مفید رسالے سے مذہبی معلومات حاصل کرتا ہوں۔ اس دفعہ جناب غازی صاحب کے منظوم اداریے نے قلم اٹھانے پر مجبور کیا۔

غلام محمد حسرت
منگھو پیر کراچی

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

ذکر چہار ضرب مشرب ہمدانیہ

افضل الذکر لا الہ الا اللہ (الحدیث)

بہترین ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے - (حدیث نبویؐ)

سالکا دانی طریق راہ چیست
دائما با نفس خود بودن بحرب

اے سالک! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس راہ (راہ سلوک) کا طریقہ کیا ہے؟ اس راستے کا طریق ہمیشہ اپنے نفس (امارہ) سے برسرِ پیکار رہنا ہے۔

قوت خود از خون دل خوردن بود
ترک کردن لقمہ شیرین و چرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ اپنی غذا خونِ دل سے حاصل کرو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مرغن اور لذیذ کھانوں سے پرہیز کرو۔

خانہ تاریک و بیداری شب
معدہ خالی و ذکر چہار ضرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ کسی گوشہ تاریک میں شب بیداری کی جائے اور معدہ خالی رکھ کر ذکر چہار ضرب (لا الہ الا اللہ) کا اہتمام کیا جائے۔

چشم بند و لب ببند و گوش بند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

اے سالک اپنی آنکھوں، اپنے ہونٹوں اور اپنے کانوں کو (غیر اللہ کی طرف سے) بند کر لو اور اگر پھر بھی تم اسرار الٰہی کو نہ پاؤ تو بیشک ہمارا مذاق اڑانا۔

(امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم مدیر ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

شمارہ نمبر ۳۹ قیمت بارہ روپے مئی ۱۹۹۸ء

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 سیکٹر 1-G.6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ

فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کینگری فور سیکٹر 1 / 8 - I اسلام آباد پاکستان